سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

منگل،3۔مارچ2015

(یوم الثلاثہ،11۔جمادی الاوّل1436ھ)

سولھویں اسمبلی: بارہواں اجلاس

جلد12:شمارہ 12

1053

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ3۔مارچ2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

(مسودہ قانون)

THE CHILD MARRIAGE RESTRAINT (AMENDMENT) BILL 2015.

MIAN KHURRAM JAHANGIR WATTOO: to move that leave be granted to introduce the Child Marriage Restraint (Amendment) Bill 2015.

MIAN KHURRAM JAHANGIR WATTOO: to introduce the Child Marriage Restraint

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبے کے عوام کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے پروگرام پر ہنگامی بنیادوں پر عملدرآمد کیا جائے تاکہ عوام کو موذی بیماریوں سے بچایا جاسکے اور وہ صحت مندانہ زندگی گزار سکیں۔

2۔ شیخ اعجاز احمد: اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری تعلیمی اداروں کے معیار تعلیم میں اضافے نیز متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے طلباء و طالبات کے احساسِ محرومی کے خاتمے کے لئے ممبران اسمبلی اور بیوروکریٹس کو ترغیب دی جائے کہ وہ اپنے بچوں کو سرکاری تعلیمی اداروں میں داخل کرائیں۔

3۔ جناب علی سلمان: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں بچوں کے ساتھ جنسی درندگی کے بڑھتے ہوئے واقعات کی روک تھام کے لئے موثر قانون سازی کی جائے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں میں مجرمانہ غفلت برتنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

4۔ جناب احمد شاہ کھگہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہونے والے افراد کے ذمہ داران کو سخت سے سخت سزا دینے کے ساتھ ساتھ ان پر بھاری جرمانے بھی عائد کئے جائیں۔

5۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس ایوان کی رائے ہے کہ بھارت سے ڈیوٹی فری زرعی اجناس کی درآمد سے مقامی کسان کو مسلسل نقصان پہنچ رہا ہے لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اجناس کی درآمد پر ٹیکس عائد کرے تاکہ مقامی کسان اپنی محنت کا پورا صلہ پا سکے۔

1055

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بارہواں اجلاس

منگل،3۔مارچ2015

(یوم الثلاثہ،11۔جمادی الاوّل1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 12 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَالَّذِيْنَ
لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا
بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ
عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ
اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾

سورۃ الفُرقان آیات 68 تا71

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہیں پکارتے اور جن جاندار کو مار ڈالنا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق (یعنی حکم شریعت کے مطابق) اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہو گا (68) قیامت کے دن اس کو دونا عذاب ہو گا اور ذلت وخواری سے اس میں ہمیشہ رہے گا (69) مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے (70) اور جو توبہ کرتا ہے اور عمل نیک کرتا ہے تو بے شک وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے (71)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

سلام اے آمنہ کے لعل محبوب سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی
سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ جو ٹوٹے ہوئے گھر میں رہتا تھا
سلام اس پر کہ جو ہر وقت سچی بات کہتا تھا
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے دشمنوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس کے گھر نہ چاندی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب! بات کریں۔

صحافی رؤف کلاسرا کا ٹی وی چینل "92" پر سینیٹ کے الیکشن کے حوالے سے معزز ممبران اسمبلی پر خریدنے اور بکنے کا الزام

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی اور اس پورے ایوان کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔رات چینل "92" پر رؤف کلاسرا صاحب گفتگو فرما رہے تھے،انہوں نے مختلف issues کے بعد سینیٹ کے حوالے سے بات چیت شروع کی۔ میرا رؤف کلاسرا صاحب کے بارے میں پہلے بڑا image تھا لیکن آج انہوں نے جو باتیں کی ہیں وہ قابل غور بھی ہیں اور اس پر کچھ action بھی ہونا چاہئے۔ انہوں نے سارے صوبوں کو discuss کیا کہ وہاں یہ ہو رہا ہے ،وہ ہو رہا ہے اور خریداری ہو رہی ہے۔ جب یہاں پر پنجاب کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا کہ ادھر پنجاب میں پیپلز پارٹی کی طرف سے ندیم افضل چن کو ٹکٹ دیا گیا ہے۔ گیلانی صاحب اور فلاں نے یہ کام کئے ہیں تو ان کو ووٹ پڑیں گے اور جنوبی پنجاب کے ممبران اربوں اور کروڑوں والے نہیں ہیں وہ لاکھوں میں ووٹ دے دیں گے۔اس سے نہ صرف میرا، جنوبی پنجاب کے ممبران کا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس پر کوئی Bill ایسا پاس ہونا چاہئے کیونکہ اخلاقیات کا دائرہ تو ہم سب کے لئے ہے۔ کیا اخبار اور میڈیا والوں پر اخلاقیات کی کوئی پابندی نہیں ہے، وہ چینل پر بیٹھ کر جو چاہیں بولیں؟

معزز ممبران: شیم شیم کی نعرے بازی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ اس پر کچھ کہیں گے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے اس پر جو بات کی ہے یہ بڑی قابل غور ہے لیکن میں انتہائی ادب اور احترام کے ساتھ ان سے کہتا ہوں کہ میڈیا کے بارے اس سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ چینل "92" پر جو کچھ بھی رؤف کلاسرا صاحب نے کہا ہے اور انہوں

نے سنا ہے تو ان کی دل آزاری ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط بات ہے اور ہمارا پنجاب میں کوئی ایسا ممبر نہیں ہے جو اپنے ضمیر کا سودا کرے گا۔ ہم اپنی پارٹی کے ساتھ مخلص ہیں اور کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ لیکن اس کا مؤثر حل یہ ہے کہ یہ اس چینل کے ساتھ وہاں پر بات کر کے آئیں اور اپنا نقطہ نظر بیان کریں کیونکہ اگر ہم اس طرح سے میڈیا کے ساتھ سارا کچھ کریں گے تو انہوں نے جو ابھی بڑی مشکل سے آزادی حاصل کی ہے لیکن جاوید اختر صاحب کی بات ٹھیک ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آزادی حاصل کرنے کا مقصد یہ تو نہیں ہے کہ کسی کے بارے میں چینل پر ایسی باتیں کرے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں بالکل وہی کہہ رہا ہوں، ہمارا مقصد ایک ہے اور ہم اپنے بھائی سے کہیں کہ وہ چینل "92" والوں سے بات کریں اور وہاں پر اپنا مؤقف بیان کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ اس پر تحریک استحقاق دیں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! جہاں تک مجھے علم ہے۔

محترمہ نجمہ بیگم: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جہاں تک میرے علم میں ہے ان کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے۔ بہر حال ان کے ذہن میں یہ بات ضرور ہونی چاہئے کہ جنوبی پنجاب کے لوگ غیرت مند ہیں اور کم از کم ان کو اپنی اصلاح کرنا بہت ضروری ہے۔ سردار صاحب! آپ اس پر تحریک استحقاق دیں اور قانون کے مطابق جو بھی ہے کریں گے۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! یہ نہ صرف جنوبی پنجاب کے ایم پی ایز بلکہ پورے ایوان سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ اس پر تحریک استحقاق دیں۔ امید ہے کہ وہ پھر اپنی اصلاح کریں گے۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! جی، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ بات کرنا چاہتی تھیں۔

محترمہ نجمہ بیگم: جناب سپیکر! میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلط فہمی ہے کہ جنوبی پنجاب کے لوگ بکنے والے ہیں نہ جھکنے والے ہیں۔ یہ انہوں نے جو بات کی ہے یہ بہت ہی غلط بات کی ہے۔ ہمارا ووٹ ہماری پارٹی کے لئے ہے اور ہمارا خون کا قطرہ بھی میاں محمد نواز شریف کے لئے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ

رائے منصب علی خان: جناب سپیکر! میری آدھے منٹ کی بات ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

رائے منصب علی خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ میڈیا کے خلاف بات نہیں کی جا سکتی۔ ہم صرف رؤف کلاسرا صاحب کی حد تک چاہتے ہیں جس نے یہ بات کی ہے۔ انہوں نے جنوبی پنجاب کی insult کی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے کہا ہے کہ اس پر تحریک استحقاق لے کر آئیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قانون کے مطابق اس پر کارروائی ہو گی۔ بہر حال ان کی اصلاح کرنا ضروری ہے اور یہ لوگ اپنی اصلاح کریں۔

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ پہلا سوال نمبر 2677 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔

جناب کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! on his behalf

جناب قائم مقام سپیکر: جی، on his behalf. سوال نمبر بولئے گا۔

جناب کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1783 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب احمد خان بھچر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز جمعۃ المبارک 26۔دسمبر 2014 کے ایجنڈا سے زیر التواء سوال)

پنجاب میں میٹرک اور انٹر میڈیٹ امتحانات کی داخلہ فیسوں کو ختم کرنے کی تفصیلات

*1783: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب سکولز ایجوکیشن کے فروغ کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے اور شرح خواندگی کو بڑھانے کے لئے کوشش کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میٹرک اور انٹر میڈیٹ کے امتحانات دینے کے لئے داخلہ فیس میں روز بروز اضافہ کیا جا رہا ہے جس کے باعث غریب طلباء داخلہ فیس ادا نہ کرنے کی وجہ سے مزید پڑھنے سے محروم ہو جاتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت شرح خواندگی کو بڑھانے اور تعلیم کے فروغ کے لئے میٹرک اور انٹر میڈیٹ کی داخلہ فیس کو ختم کرنے یا کم سے کم کرنے کے لئے کوئی مثبت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے تعلیم کے فروغ اور شرح خواندگی میں اضافہ کے لئے کوشاں ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی کے باوجود سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ اور انٹر میڈیٹ (سالانہ) امتحانات 2013 مابعد امتحانات کے لئے امتحانی فیس کی شرح میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ مروجہ فیسوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام تعلیمی بورڈز کو امتحانات کے انعقاد، نتائج کی اشاعت اور دیگر امور کی انجام دہی کے لئے اخراجات حکومت کے بجٹ / خزانہ سے ادا نہیں کئے جاتے بلکہ تمام اخراجات تعلیمی بورڈز خود برداشت کرتے ہیں جس کے لئے مالی وسائل امتحانات سے متعلق مختلف مدات کے تحت مقرر کی گئی فیسوں سے حاصل ہوتے ہیں لہذا امتحانی فیسوں کا ختم کرنا ممکن نہیں نیز روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی / افراط زر کے پیش نظر امتحانی فیسوں میں کمی بھی ناممکن ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب کاظم علی پیرزادہ:جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ب)میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ میٹرک اور انٹر میڈیٹ کے امتحانات دینے کے لئے داخلہ فیس میں روز بروز اضافہ کیا جارہا ہے جس کے باعث غریب طلباء داخلہ فیس ادا نہ کرنے کی وجہ سے مزید پڑھنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔اس کا محکمہ نے جواب دیا ہے کہ روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی کے باوجود سیکنڈری سکول سرٹیفکیٹ اور انٹر میڈیٹ (سالانہ)امتحانات 2013 مابعد امتحانات کے لئے امتحانی فیس کی شرح میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا تو اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2013 سے پہلے یہ اضافہ کب کیا گیا ہے، کس تناسب سے اور کتنی مرتبہ کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر:جی، محترمہ پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):جناب سپیکر!شکریہ۔اس میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ 2009 میں وزیر اعلیٰ نے announce کیا تھا کہ 10^{th} and 9^{th} کے regular students کی examination admission fee معاف ہو گی اور حکومت وہ فیس ان سے نہیں لیتی۔اس کے علاوہ ان کا پورا شیڈول دیا گیا ہے جو کہ میرے پاس ہے اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپ کے لئے پڑھ دیتی ہوں۔اس میں 9^{th},10^{th} first year and second year سے فیس لی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، سردار صاحب!

جناب کاظم علی پیرزادہ:جناب سپیکر!میں نے پوچھا ہے کہ اس میں 2013 سے پہلے کب اضافہ کیا گیا اور کس تناسب سے کیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر:جی، last time کب اس میں اضافہ کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):جناب سپیکر!یہ ہر سال reschedule ہوتا ہے اور اس کی percentage الگ ہیں مگر 2013 میں اس کو پہلے سے کم کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری اشرف علی انصاری:جناب سپیکر!سوال نمبر 2037 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز جمعۃ المبارک 26۔دسمبر 2014 کے ایجنڈا سے زیر التواء سوال)

گوجرانوالہ: ہائر ایجوکیشن کے منصوبہ جات کی منظوری و دیگر تفصیلات

*2037: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے سال 2009 سے آج تک ضلع گوجرانوالہ میں ہائر ایجوکیشن کے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، علیٰحدہ علیٰحدہ سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے منصوبہ جات ایسے ہیں جو افسران کی لاپروائی کی وجہ سے بروقت مکمل نہ ہو سکے۔یہ منصوبہ جات کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی، آگاہ کریں؟

(ج) کیا ان منصوبہ جات کو بروقت مکمل نہ کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے اگر ہاں تو ان افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے سال 2009 سے سال 2014 تک ضلع گوجرانوالہ کے لئے محکمہ ہائر ایجوکیشن کے پندرہ منصوبہ جات کی منظوری دی ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سوائے دو منصوبہ جات کے باقی تمام منصوبہ جات مقررہ وقت پر مکمل ہوئے جو دو منصوبہ جات مقررہ مدت تک مکمل نہیں ہوئے ان میں فنڈز ضرورت کے مطابق دستیاب نہیں ہوئے تاہم ان منصوبہ جات میں دیر کی وجہ افسران کی لاپروائی نہیں ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ کل پندرہ منصوبہ جات میں سے صرف دو منصوبہ جات دیر سے اپنی مقررہ مدت میں مکمل نہ ہو سکے اور اس کی وجہ فنڈز کی کم دستیابی ہے نہ کہ افسران کی لاپروائی اس لئے کسی افسر کے خلاف کارروائی کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! یہ سوال تھا کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے ضلع گوجرانوالہ میں سال 2009 سے آج تک وہ منصوبہ جات جن کی منظوری ہوئی ہے ان میں سے کتنے منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے منصوبہ جات ابھی تک نامکمل ہیں؟ تو جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ صرف دو منصوبہ جات ایسے ہیں جو نامکمل ہیں اور باقی سارے مکمل ہو چکے ہیں لیکن جواب کی تفصیل

میں صرف ایک منصوبے کا ذکر ہے اور جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ فنڈز مقرر وقت پر allocate or release نہیں ہو سکے جس کی وجہ سے یہ منصوبہ ابھی تک نامکمل ہے تو دوسرے منصوبے کا یہاں پر ذکر نہیں ہے تو وہ دوسرا منصوبہ کون سا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! دوسرا پراجیکٹ establishment of government girls degree college Tariqabad Gujranwala ہے۔ یہ 2014 میں مکمل ہونا تھا لیکن ہوا نہیں اور یہ ابھی تک جاری ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ اس سال مکمل ہو جائے گا اور ہمیں امید ہے کہ جون میں session start کر دیں گے۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! academic year اپریل اور مئی میں شروع ہو رہا ہے اور جب وہ منصوبہ مکمل نہیں ہوا اور چند مہینے لیٹ ہونے کی وجہ سے ایک سال پورا ضائع ہو جائے گا۔ ہمیں اس کے ذمہ دار لوگوں کو شوکاز نوٹس دینا چاہئے کہ کیوں اس کا ایک سال ضائع کیا جا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! حکومت کی colleges کا completion time maximum thirty six months ہوتا ہے that is three year almost. اس میں 120 سے 150 ملین کی funding involve ہے جن کالجوں کو continuously funding ملتی رہتی ہے وہ ٹائم پر مکمل ہو جاتے ہیں۔ but some time funding کا issue آتا ہے اور funding مکمل نہیں ہو پاتی جس کی وجہ سے یہ منصوبہ ٹائم پر مکمل نہیں ہو پاتا۔ اس میں محکمہ کی غلطی نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے address کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! sorry. اس میں پی اینڈ ڈی، فنانس بھی شامل ہے اور بہت سارے steps ہیں جس کے ذریعے funding ہوتی ہے اس میں delay صرف delay funding کی وجہ سے ہوئی otherwise محکمہ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز (ج) میں یہ پوچھا تھا کہ جو منصوبہ جات مکمل نہیں ہو سکے ہیں، ظاہر ہے اس میں کسی نہ کسی سے تو کوتاہی ہوئی ہے کوئی negligence ہوئی ہے، جس کی وجہ سے یہ فنڈز release نہیں ہو سکے اور منصوبہ جات ابھی تک incomplete ہیں۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ اس کے جو ذمہ داران ہیں ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی گئی ہے تو

فرمایا گیا ہے کہ اس کا کوئی ذمہ دار ہی نہیں ہے لہذا کارروائی کا سلسلہ بنتا ہی نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک فنڈز releaseہی نہیں ہوئے، منصوبہ جات ابھی تک مکمل نہیں ہو سکے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کا کوئی نہ کوئی تو ذمہ دار ہے آخر اس کی ذمہ داری کا تعین کس نے کرنا ہے۔ کیا صرف سادہ سا جواب دے کر اس سے اپنی جان چھڑانے کی کوشش نہیں کی گئی ہے؟ تعلیم تو ایک بنیادی ضرورت ہے جس کے بغیر معاشرہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ میرے اس سوال کو سادہ لیا گیا ہے کوئی اہمیت ہی نہیں دی گئی، اس کی وضاحت فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ کالج کے لئے آرڈر چیف منسٹر صاحب کرتے ہیں، وہ آرڈر پہلے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کے پاس آتا ہے اس کے بعد محکمہ فنانس کو جاتا ہے۔ اس کے بعد متعلقہ محکمہ اس کو processکرتا ہے اور ظاہر ہے اس میںfunding approval involveہوتی ہے چونکہ بہت سارے محکموں سے ہو کر آتا ہے، ڈیپارٹمنٹ کے پاس مکمل فنڈنگ نہیں پہنچی جس کی وجہ سے یہ منصوبہ ٹائم پر مکمل نہیں ہو سکا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے، جی سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3275 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز جمعۃ المبارک 26۔دسمبر 2014 کے ایجنڈا سے زیر التواء سوال)

کالج لائبریرین کا سروس سٹرکچر و دیگر تفصیلات

***3275: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ ہائر ایجوکیشن حکومت پنجاب کی طرف سے کالج لائبریرین کے سروس سٹرکچر کے جاری کردہ نوٹیفکیشن میں کالج لائبریرین کی ٹیچنگ پوسٹ کو نان ٹیچنگ پوسٹ کیوں قرار دیا گیا ہے حالانکہ کالج لائبریرین کی پوسٹ کو حکومت پنجاب محکمہ فنانس 1972 اور پھر 1977 کے

Pay Revision Rulesاور بعد ازاں1979 میں کالج لائبریرین کو ٹیچنگ الاؤنس دینے کے نوٹیفکیشن جاری کر چکے ہیں؟

(ب) حالیہ سروس سٹرکچر میں صرف اور صرف415 منظور شدہ اسامیاں دکھائی گئی ہیں جبکہ اس وقت پنجاب میں مرد و خواتین کالجز کی تعداد536 ہو چکی ہے اور حکومت پنجاب کی طرف سے مقرر کردہcriterion کے مطابق ہر کالج میں کالج لائبریرین کی پوسٹ بے حد ضروری ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کالج لائبریرین کے سروس رولز میں ردوبدل کے سلسلہ میں محکمہ ہائر ایجوکیشن نے تاحالcase ریگولیشن ونگ میں نہیں بھیجا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج لائبریرین کی اسامیاں1997 سے تاحال خالی پڑی ہیں جس کی وجہ سے کالجز میں معیار تعلیم انتہائی متاثر ہو رہا ہے لہذا سروس رولز میں تبدیلی کر کے کالج لائبریرین کی بھرتی بذریعہPPSC سے فوری کروائی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) عرصہ دراز پہلے کالجز میں کالج لائبریرینز کو ٹیچنگ سٹاف کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ٹیچنگ سرگرمیوں میں شامل کیا جاتا تھا، جس کی وجہ سے لائبریریز کی دیکھ بھال اور ریکارڈ مینجمنٹ بُری طرح متاثر ہوئی۔

- عصر حاضر میں لائبریری سائنس ایک ترقی یافتہ شعبہ ہے جس میں اب پی ایچ ڈی تک تعلیم حاصل کی جا رہی ہے۔ مزید برآں مستقبل قریب میں موجودہ لائبریریز کو ڈیجیٹل لائبریری میں تبدیل کرنے کا پائلٹ پراجیکٹ شروع ہونے والا ہے جس سے لائبریری سائنس کی مزید اہمیت بڑھ جائے گی اور محکمہ کو تجربہ کار اور جدید تقاضوں کے مطابق کام کرنے کے لئے لائبریری سائنس میں ماہر افراد کی ضرورت ہو گی، اب وہ وقت نہیں رہا جب ایک ہی فرد تمام کام کو سرانجام دیتا تھا۔ لائبریری سائنس کی موجودہ دور کی جدت اور ضروریات کی وجہ سے اس کو ایک الگ شعبہ (کیڈر) میں تبدیل کرنا اشد ضروری تھا۔
- مزید برآں کالج لائبریرینز کا اپنا مطالبہ بھی علیٰحدہ سروس سٹرکچر کا تھا، جس کو ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبرSO(C-VI)9-6/2011 مورخہ 13۔09۔23 کو منظور کرتے ہوئے لائبریرینز کا مندرجہ ذیلTier-4 سروس سٹرکچر بنا دیا ہے۔

1. Librarian (BS-17)
2. Senior Librarian (BS-18)
3. Deputy Chief Librarian (BS-19)
4. Chief Librarian (BS-20)

لہذالائبریرینز کاالگ سے کیڈر بننےاور دور حاضر کے تقاضوں کی وجہ سے ان کو نان ٹیچنگ پوسٹ قرار دیا گیاہے جس سے یہ شعبہ بڑی سرعت سے ترقی کی منازل طے کرے گا۔کا پی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

❖ مزید برآں محکمہ خزانہ (فنانس) نے اس ضمن میں کوئی ایسا نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا ہے جس میں لائبریرینز کو ٹیچنگ الاؤنس دینے کی بات کی گئی ہو۔

(ب) نوٹیفکیشن نمبر SO(C-VI)9-6/2011 مورخہ 13-09-23 میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 415 ہی تھی جس میں ہر کالج کی تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے لائبریرینز کی سیٹ کو تقسیم کیا گیا ہے اور یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ نوٹیفکیشن 2013 میں کیا گیا تھا اور مزید نئے کالجز بننے کی وجہ سے نوٹیفکیشن میں موجود اسامیوں کی تعداد کم معلوم ہو رہی ہے۔اس سلسلے میں مزید وضاحت کرنا بھی مطلوب ہے کہ SNE کی پوسٹ محکمہ خزانہ کی طرف سے ابتدائی تین سالوں میں عارضی طور پر create کی جاتی ہے۔ نئی پوسٹ کیڈر کا حصہ تبھی بنتی ہے جب وہ مستقل طور پر محکمہ خزانہ کی طرف سے create کی جاتی ہے۔اب نئے کالجز کے قیام کے ساتھ ہی لائبریرین کی پوسٹ SNE میں شامل کی جاتی ہے۔اس طرح کوئی بھی کالج لائبریرین کی سیٹ کے بغیر نہیں بنتا۔کا پی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ محکمہ ہائر ایجوکیشن نے لائبریرین کے سروس رولز میں ردبدل کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے۔ محکمہ کی گوناگوں مصروفیات ہونے کے باوجود لائبریرین کے سروس سٹرکچر پر کام کیا جاتا رہا اور لائبریرینز کی فلاح و بہبود کے لئے محکمہ ہائر ایجوکیشن نے لائبریرین کا دیرینہ مطالبہ پورا کرتے ہوئے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر SOR-III(S&GAD)1-20/96(P) Dated: 29th October, 2014 سروس رولز میں ردوبدل کر دیا ہے۔ جس سے تاریخ میں پہلی بار لائبریرینز کو 4-tier سروس سٹرکچر دینے کی وجہ سے اب ان کی BPS-20 تک ترقی کے درخشاں امکانات ہیں۔کا پی(ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سروس رولز میں تبدیلی کا پراسیس ایک لمبے عرصے سے چل رہا تھا جس کی وجہ سے خالی اسامیوں پر تقرری نہ ہو سکی، تاہم بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر SOR-III(S&GAD)1-20/96(P) Dated: 29th October, 2014 سروس رولز میں ردوبدل کر دیا

ہے اور عنقریب پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے لائبریرینز کی تقرری عمل میں لائی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں محکمہ نے جز (الف) میں جواب دیا ہے، میری گزارش ہے کہ محکمہ کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے اسے پڑھ دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس کا جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر!

(الف) عرصہ دراز پہلے کالجز میں لائبریری subjects کو teach کرنے کے لئے ٹیچنگ سٹاف کی کمی کو پورا کرنے کے لئے لائبریرین کو ٹیچنگ سرگرمیوں میں شامل کیا جاتا تھا جس کی وجہ سے لائبریریوں کی دیکھ بھال، ریکارڈ مینجمنٹ بُری طرح متاثر ہوئی۔

* عصر حاضر میں لائبریری سائنس ایک ترقی یافتہ شعبہ ہے جس میں اب پی ایچ ڈی تک تعلیم حاصل کی جا رہی ہے، مزید برآں مستقبل قریب میں موجود لائبریریوں کو ڈیجیٹل لائبریریوں میں تبدیل کرنے کا پائلٹ پراجیکٹ شروع ہونے والا ہے، جس سے لائبریری سائنس کی مزید اہمیت بڑھ جائے گی۔ محکمہ کو تجربہ کار اور جدید تقاضوں کے مطابق کام کرنے کے لئے لائبریری سائنس میں ماہر افراد کی ضرورت ہو گی، اب وہ وقت نہیں رہا جب ایک ہی فرد تمام کام کو سرانجام دیتا تھا۔ لائبریری سائنس کی موجودہ دور کی جدت اور ضروریات کی وجہ سے اس کو ایک الگ شعبہ (کیڈر) میں تبدیل کرنا اشد ضروری تھا۔ مزید برآں کالج لائبریرینز کا اپنا مطالبہ بھی علیٰحدہ سروس سٹرکچر کا تھا، جس کو ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر SO(C-VI)9-6/2011 مورخہ 13۔09۔23 منظور کرتے ہوئے لائبریرینز کا مندرجہ ذیل 4-Tier سروس سٹرکچر بنا دیا ہے۔

1) Librarian (BS-17)
2) Senior Librarian (BS-18)
3) Deputy Chief Librarian (BS-19)
4) Chief Librarian (BS-20)

لہذا لائبریرینز کا الگ سے کیڈر بننے اور دور حاضر کے تقاضوں کی وجہ سے ان کو نان ٹیچنگ پوسٹ قرار دیا گیا ہے جس سے یہ شعبہ بڑی سرعت سے ترقی کی منازل طے کرے گا۔ کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کاپی attach نہیں ہے، اس کی کاپی ایوان میں مہیا نہیں کی گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر!اس کی کاپی میں آپ کو provide کروادیتی ہوں۔مزید برآں محکمہ خزانہ نے کوئی ایسا نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا ہے جس میں لائبریرین کو ٹیچنگ الاؤنس دینے کی بات کی گئی ہو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!جب یہ جواب میں لکھ دیا گیا ہے تو ایوان میں کاپی کا ہونا ضروری ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر!.I am sorry میں اس کو جلد ہی فراہم کروادیتی ہوں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے اپنے جواب میں اس august House میں پڑھ کر فرمایا ہے۔1972 میں جس بندے کو ٹیچنگ کا درجہ دیا گیا تھا اور اب انہیں نان ٹیچنگ کا درجہ دے دیا گیا ہے تو پھر یہ ڈیپارٹمنٹ کس طرح سے ترقی کی منازل طے کرے گا، مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آئی تو کیا یہ بتادیں گی کہ اس میں کون سا ایسا سائنسی فارمولا ایجاد کیا گیا ہے، وہ لوگ تو دلبرداشتہ ہو کر اپنے گھروں میں بیٹھ گئے ہیں حالانکہ وہ کلاسیں بھی پڑھا رہے ہیں لیکن انہیں نان ٹیچنگ کا درجہ دے دیا گیا ہے، دوسرا آپ نے خود یہ نوٹس لیا ہے کہ اس ایوان میں یہ کہنا کہ کاپی فراہم کر دی گئی ہے حالانکہ کاپی کا وجود ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب!میں نے اس پر ان کو warning دے دی ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!یہ مجھے بتادیں کہ کون سا سائنسی فارمولا ہے جس سے یہ محکمہ سرعت سے ترقی کرے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!آپ اس کو آئی ٹی میں convert کر رہے ہیں، کیا کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر!میں نے عرض کیا ہے کہ پہلے جو لائبریرین ہوتے تھے وہ ساتھ ساتھ کلاسز بھی لیتے تھے، ظاہر ہے کہ لائبریری بذات خود بھی ایک اہم subject ہے اور ہم اب یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کالجز میں لائبریری سائنسز کا subject بھی شروع کیا جائے۔ابھی جو recruitments ہونی ہیں اس میں یہ subject بھی شامل کیا جائے گا اور اب لائبریرین کو کوئی extra class پڑھانے کے لئے نہیں کہتا بلکہ ٹیچنگ سٹاف ہی پڑھاتا ہے جبکہ لائبریرین ایک انتظامی ذمہ داری ہے جس کے لئے ان کے کیڈر کو الگ کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب!اب آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم نے اتنی محنت سے سوالات تیار کئے ہیں، ابھی تو پہلا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آخری ضمنی سوال؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کہتے ہیں تو پھر میں بات ہی نہیں کرتا، اس سوال کے چار جز ہیں ابھی تو پہلے جز پر بات ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے کہا ہے کہ یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کے چار جز ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس یہ آپ آخری ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پھر مشترکہ سوال ہی کر دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بے شک مشترکہ سوال کر دیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری دو تین گزارشات ہیں وہی بتا دیں اور ان کو آخری ضمنی سوال میں شامل کر لیتے ہیں۔ ایک تو محکمہ نے یہ بڑی مہربانی فرمائی کہ 4-tier structure کا نوٹیفکیشن کر دیا لیکن اس پر عملدرآمد کب تک ہو جائے گا؟ 23۔ ستمبر 2013 کو ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے محکمہ فنانس کو لکھا اور آج 3۔مارچ 2015 ہے۔ آپ دیکھیں اس پورے عرصہ میں محکمہ فنانس نے implement نہیں کیا۔ اس کا time frame بتا دیں کہ کب تک اس پر عملدرآمد کروا دیں گے؟

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ایک تو جز (ج) پر عملدرآمد کروا دیں اور دوسرا وہ 415 لائبریرین جو اس وقت پورے پنجاب میں کلاسز کو پڑھا رہے ہیں اگر تو انہوں نے ان کو ٹیچنگ میں رکھنا ہے تو ان کے لئے حکم بتا دیں، ان کے لئے ایک لیٹر جاری کر دیں اور اگر ان کو ٹیچنگ میں نہیں رکھنا اور صرف لائبریرین ہی رکھنا ہے تو اس کے لئے بھی کوئی clear cut order جاری کریں اور ایوان کو آگاہ کریں کہ یہ آرڈر کب تک کر دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ان کا الگ کیڈر بنا دیا گیا ہے اور ان کے سروس رولز بھی بن گئے ہیں، اب ان

کی سنیارٹی اور پروموشن پر کام ہو رہا ہے۔ محکمہ کی طرف سے اب ان کو بطور لائبریرین ہی کام کرنے کی ہدایت ہے کلاسز لینے کے لئے ان کو نہیں کہا جا رہا۔ اگر معزز ممبر کے پاس کوئی specific شکایت ہے یا کہیں پر کوئی issue آ رہا ہے تو آپ بتائیں ہم اس کو دیکھ لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دوسرا انہوں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ 23-09-2013 کو جو آرڈر ہوا تھا، اس کے تحت ان 415 منظور شدہ اسامیوں پر کب تک عملدرآمد ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! اس کے بارے میں تو میں نے بتایا ہے کہ ان کے سروس رولز بن گئے ہیں اس وقت سنیارٹی اور پروموشن پر کام ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کب تک یہ ہو جائے گا اس کا کوئی time-frame دے سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! اس کے متعلق I cannot say the exact time-frame but we are trying کہ بہت early basis پر اس کو کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ایک مہربانی فرمائیں کہ ایک آرڈر جو محکمہ ہائر ایجوکیشن کی طرف سے محکمہ فنانس میں گئے ہوئے اس وقت ایک سال اور سات ماہ ہو گئے ہیں لیکن محکمہ فنانس کی طرف سے implement نہیں ہو رہا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ کوئی time frame مقرر کر دیں۔ یہ 415 لوگوں کا معاملہ ہے جو اس کے انتظار میں ہیں ان کی ریٹائرمنٹ ہو رہی ہے یا ہونے کے قریب ہے، ایک سال اور سات ماہ سے جس آرڈر پر عملدرآمد نہیں ہو رہا تو انہیں ٹائم دینے میں کیا قباحت ہے؟ انہیں ایک specific time دے دیں کہ کتنے عرصہ میں یہ implement کروا دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ ٹائم ہم ابھی نہیں دے سکتے، سنیارٹی کا مسئلہ ہے وہ کہہ رہے ہیں ہم بہت جلد اس کو کر لیں گے۔ محترمہ! دوسرا آپ نے جز (ب) میں جو یہ فرمایا ہے کہ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ بھی یہاں پر موجود نہیں ہے اور کاپی (ج) کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ بھی یہاں پر موجود نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! یہ ابھی provide کر دیتے ہیں.I am sorry for that

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان کو کہہ دیں کہ کوئی ٹائم دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! اس سوال کو pending نہ کر دیں؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سوال کو pending کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

I am sorry for that.

جناب قائم مقام سپیکر: آئندہ یہ سوال وضاحت کے ساتھ پیش کیا جائے۔ اگلا سوال بھی جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 3402، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز جمعۃ المبارک 26۔دسمبر 2014 کے ایجنڈا سے زیر التواء سوال)

ضلع ساہیوال: بوائز و گرلز کالجز کی تعداد و دیگر تفصیل

*3402: **جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں کتنے بوائز و گرلز کالجز واقع ہیں، ان کے نام اور جگہ کے بارے میں بتائیں؟

(ب) مذکورہ بالا کالجز میں کلیریکل سٹاف کے عہدہ جات، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی مکمل تفصیل فراہم کریں؟

(ج) کیا حکومت ضلع ساہیوال میں مزید کالجز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):

(الف) ضلع ساہیوال میں اس وقت چھ کالجز کام کر رہے ہیں جن میں تین کالجز بوائز اور تین گرلز کالجز ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

بوائز کالجز

کالج کا نام	جگہ / رقبہ
1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ساہیوال	83ایکڑ
2۔ گورنمنٹ امامیہ کالج ساہیوال	8ایکڑ4کنال
3۔ گورنمنٹ ڈگری کالج چیچہ وطنی	22ایکڑ

گرلز کالجز

کالج کا نام	جگہ / رقبہ
1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین کالج روڈ ساہیوال	19ایکڑ6کنال
2۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ہڑپہ	2ایکڑ5مرلے
3۔ گورنمنٹ کریسنٹ کالج برائے خواتین چیچہ وطنی	5ایکڑ7کنال

(ب) کالجز میں تعینات کلیریکل سٹاف کے عہدہ جات اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے ضلع ساہیوال میں درج ذیل کالجز کے قیام کی منظوری دی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ساہیوال فرید ٹاؤن زیر تعمیر ہے۔

2۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین کمیر ٹاؤن ضلع ساہیوال کے قیام کی سکیم PC-1 منظور ہونے کے بعد مجاز اتھارٹی کی طرف سے فنڈز کی انتظامی منظوری جاری ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ ساہیوال میں کتنے بوائز اور گرلز کالجز ہیں اس میں جواب آیا ہے کہ تین گرلز کالج اور تین ہی بوائز کالج ہیں۔ اوکاڑہ، پاکپتن اور ساہیوال پر مشتمل ساہیوال ڈویژن ہے۔ ساہیوال ڈویژن کے ہی ایک ضلع اوکاڑہ میں سات بوائز کالج اور سات ہی گرلز کالج ہیں۔ ساہیوال thickly populated area ہے کیا محکمہ ایسا ارادہ رکھتا ہے کہ ہمیں بھی مزید بوائز اور گرلز کالج دیئے جائیں تاکہ ہمارے ضلع کے بچے بھی تعلیم حاصل کر سکیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے ضلع ساہیوال کے متعلق سوال کیا تھا اس کی تفصیل فراہم کر دی گئی ہے۔ جب کالج شروع کیا جاتا ہے تو اس کا criterion ہوتا ہے جو جگہ اس criterion پر پورا اترتی ہے تو پھر وہاں پر کالج کھولا جاتا ہے۔ اگر معزز ممبر کو لگتا ہے کہ یہاں پر requirement ہے اور اس criterion کے مطابق feasibility مکمل ہوتی ہے تو

Definitely we can start college there.

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ساہیوال میں کالج کی requirement ہے اور ہم نے اپنی proposals بھی دی ہیں چونکہ ساہیوال میں آبادی زیادہ ہے تو کیا ہمارا یہ حق نہیں ہے کہ ہمیں مزید کالج دیئے جائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! محترمہ نے کہا ہے کہ آپ criterion کے مطابق بتا دیں تو وہ اسے entertain کریں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارا criterion meet کرتا ہے تو کیا محکمہ یہاں کالجز expand کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! محترمہ نے کہا ہے کہ کوئی problem نہیں ہوگا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(ج) میں ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ساہیوال فرید ٹاؤن زیر تعمیر ہے اور اسی طرح گورنمنٹ کالج برائے خواتین کمیر ٹاؤن ضلع ساہیوال بھی زیر تعمیر ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ بتائیں گی کہ ان دونوں کالجز میں کب تک کلاسز شروع ہو جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! کمیر گرلز کالج کی تعمیر شروع ہو گئی ہے اور بوائز گرلز کالج کو فنڈز allocate ہو گئے ہیں۔ جیسے میں نے ابھی پچھلے سوال میں بتایا تھا کہ کالج کی تعمیر کے لئے minimum time period 36 months required ہوتا ہے that is around three years انشاء اللہ تعالیٰ تین سال کے بعد وہاں پر کلاسز شروع ہو جائیں گی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! جس طرح انہوں نے جز(ج) میں بتایا ہے کہ دو کالجز زیر تعمیر ہیں۔ یہ جواب incomplete ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! اس میں کیا incomplete ہے، آپ اس میں کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے بتانا چاہتا ہوں کہ ہائرایجوکیشن نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے گورنمنٹ بوائز کالج کمیر کی منظوری دی، اس کے فنڈز بھی allocate ہو چکے ہیں لیکن انہوں نے جواب میں ذکر نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے شاید آپ نے غور سے سنا نہیں ہے۔ آپ سوال کرتے ہیں لیکن جواب نہیں سنتے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ زیر تعمیر ہے تین سال میں کالج مکمل ہو جائے گا چونکہ اس کا maximum time تین سال ہوتا ہے اس کے بعد یہاں پر کلاسز کا اجراء ہو گا۔ اب اس میں کیا بات incomplete ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میری بڑی humble submission ہے کہ آپ ذرا غور سے اس جواب کو پڑھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے پڑھا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! گرلز اور بوائز میں بڑا clear cut فرق ہے۔ کمیر ایک ہی قصبہ ہے جس میں گرلز کالج بھی ہے اور بوائز کالج بھی ہے۔ انہوں نے گرلز کا ذکر کیا ہے لیکن بوائز کالج کا ذکر نہیں کیا۔ آپ یہ چیک کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائرایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):جناب سپیکر! جب جواب آیا تھا اس وقت funding allocate نہیں ہوئی تھی لیکن میں ابھی کی situation بتا رہی ہوں کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ساہیوال فرید ٹاؤن that is about to complete اور یہ handover ہو چکا ہے we are expecting کہ انشاء اللہ اس educational year میں کلاسز شروع ہوں گی۔ باقی کمیر گرلز کالج کی تعمیر شروع ہو چکی ہے اور بوائز کمیر کالج کو فنڈز allocate ہو چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چنیوٹی صاحب!اس پر بہت بحث ہو چکی ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اب واضح ہو گیا ہے اس کا جواب incomplete آیا ہے اب آپ دیکھ لیں کہ اس پر کیا کارروائی کرنا چاہتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب!اس پر بہت بحث ہو چکی ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں in the public interest بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

CH TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Mr Speaker! Thank you very much Your Honour please.

مجھے اب زبانی تو یاد نہیں کہ ڈگری کالجز میں ٹوٹل کتنے subjects allow کرتے ہیں۔ میرے خیال میں ٹوٹل بائیس اسامیاں ہیں۔ محترمہ پارلیمانی سیکرٹری کو ان کی exact تعداد کا پتا ہو گا۔ میرے محترم بھائی otherwise تو میرے بھائی ہیں لیکن چونکہ بیوروکریٹ ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب!آپ اس سے متعلق بات کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں اس سے متعلق ہی بات کرنے لگا ہوں کہ subjects کی تعداد بہت کم ہے۔اس وقت بہت ضروری کافی subjects کی سیٹیں نہیں دی جا رہیں۔ مثلاً22 کا یہ کوٹا ہے اور اس میں یہ یہ subjects آ سکتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:آپ یہ تجویز دے رہے ہیں؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں تجویز دے رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!سندھو صاحب کی تجویز note کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں عرض کر رہا ہوں کہ دنیا تو آسمان پر پہنچ گئی ہے اس لئے in the public interest یہاں subjects کی تعداد بڑھانا بہت ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ note کر رہے ہیں اور اگر آپ کے سامنے کہیں اس قسم کی کوئی کمی بیشی نظر آتی ہے تو آپ ڈیپارٹمنٹ کو بتائیں وہ اس پر action لیں گے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ نے تو پالیسی بنانی ہے انہوں نے جہاں بائیس اسامیاں کی ہیں وہاں تیس اسامیاں کر دیں گے تو 8 further subjects add ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! اجلاس کے بعد سندھو صاحب کو بلا کر ان کی بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): شکریہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ ایک ضلع میں تین بوائز کالج اور تین گرلز کالج ہیں اور پھر اوکاڑہ کا سن کر اور زیادہ خوشی اور حیرانی بھی ہوئی کہ وہاں سات سات کالج ہیں تو میں آپ کی وساطت سے محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ سے پوچھ کر بتائیں کہ چنیوٹ میں کتنے بوائز اور گرلز کالج ہیں؟ اور یہ کتنی تعداد پر قائم کئے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! چنیوٹی صاحب ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ ان کا سوال اس سے متعلق نہیں بنتا لیکن چنیوٹ کے متعلق ان کے جو بھی خدشات ہیں انہیں بلا کر criterion بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں ان کو انفارمیشن provide کر دوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب کو information provide کر دیں۔ اگلا سوال جناب احمد علی خان دریشک کا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 3434 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب احمد علی خان دریشک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز جمعۃ المبارک 26۔دسمبر 2014 کے ایجنڈا سے زیر التواء سوال)

ڈی جی خان: گرلز و بوائز کالجز اور نتائج کی تفصیل

*3434: جناب احمد علی خان دریشک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ڈی جی خان کے گرلز و بوائز کالجز میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران نتائج کی شرح بتدریج کتنے فیصد رہی؟

(ب) ان نتائج کی روشنی میں حکومت نے اس شرح کو بڑھانے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے اور ان اقدامات سے کیا فوائد حاصل ہوئے؟

(ج) ان کالجز میں پچھلے دو سالوں کے دوران کل کتنے طالب علموں نے داخلہ لیا، کالج وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) ان کالجز کے پرنسپل صاحبان و دیگر اساتذہ کو تعلیمی نتائج کی شرح بڑھانے کے لئے حکومت نے کیا کوئی ٹارگٹ دیا، اگر ہاں تو اس سے تعلیمی نتائج کی شرح کتنے فیصد بڑھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ہر سال بورڈ اور یونیورسٹی کے رزلٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام کالجز کو ہدایات دی گئیں جس کی وجہ سے ہر سال بہتر شرح کے ساتھ نتائج حاصل کر رہے ہیں اور مزید بہتری کے لئے کوشاں ہیں۔ کالج کی بہتر کارکردگی کے لئے اساتذہ کی خالی اسامیوں پر CTI,s کی بھرتی کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اچھے نتائج کی صورت میں اساتذہ کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی ہے جبکہ ناقص نتائج ان کی پروموشن پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

(ج) تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) ہر سال academic calendar مرتب کیا جاتا ہے۔ ہر سال کالج پرنسپل کا ٹارگٹ ہوتا ہے کہ نتائج کی شرح کا تناسب بورڈ یا یونیورسٹی کی شرح سے زیادہ ہو۔ گزشتہ سال اور رواں

سال کے نتائج کے موازنہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نتائج میں خاطر خواہ بہتری آئی ہے۔
تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! جز(ب) کے اندر سوال یہ تھا کہ ان نتائج کی روشنی میں حکومت نے اس شرح کو بڑھانے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے اور ان اقدامات سے کیا فوائد حاصل ہوئے انہوں نے generic سا جواب دے دیا ہے جس سے میں مطمئن نہیں ہوں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ تمام کالجز کو ہدایات کی گئی ہیں جس کی وجہ سے ہر سال بہتر شرح کے ساتھ نتائج حاصل کر رہے ہیں اور مزید بہتری کے لئے کوشاں ہیں۔ اس کی comprehensive detail ہے لیکن میں اس کے اندر آپ کو دو تین چیزیں highlight کرنا چاہوں گا کہ اس کے اندر average student کی enrolment ہر سال کم ہو رہی ہے۔ میرا اس پر specific سوال یہ ہے کہ کس قسم کی ہدایات کی گئی ہیں، کس قسم کی جادو کی چھڑی چلائی جاتی ہے کہ ڈیپارٹمنٹ نے کالجز کو کہہ دیا کہ شرح بہتر کریں اور وہ ہو رہی ہے۔ اگر کوئی substantive action لئے گئے ہیں تو وہ بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کارکردگی بہتر بنانے کے لئے کیا ہدایات کی گئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! تمام کالجز کو ایڈمیشن بڑھانے کے لئے ہدایات دی ہی جاتی ہیں لیکن جن کالجز کا رزلٹ بُرا ہوتا ہے یا ان کا داخلہ گھٹ رہا ہے ان کے پرنسپل اور ٹیچرز کی انکریمنٹ روکی جاتی ہے۔ جس کی بورڈ رزلٹ کے ساتھ 10 percent variation آتی ہے، جس کا رزلٹ poor ہے یا جہاں پر داخلے کی شرح گھٹ رہی ہو ان کی انکریمنٹ روک لی جاتی ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں exactly یہ clarity چاہ رہا تھا کہ ایک پرنسپل کی تنخواہ روکنے سے وہ بچوں کے دماغ میں knowledge کیسے ڈال سکتا ہے؟ لائبریریز ہونی چاہئیں، کمپیوٹرز ہونے چاہئیں وہاں پر ٹیچرز کا ایسا رویّہ ہونا چاہئے کہ وہ سٹوڈنٹس کے ساتھ اپنا time spend کریں اس طرح تو سمجھ میں آتا ہے کہ یہ اقدامات کئے جائیں۔ آپ ایک پرنسپل، ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس کو تڑی لگائیں گے کہ تمہاری پروموشن رُک جائے گی تو وہ بے چارہ کیا کرے گا؟ میں آپ کو ذمہ داری کے ساتھ کہنے کو تیار ہوں اور یہ وہی والی بات ہے کہ اس کے اندر کوئی نہیں ہے، majority رزلٹس کے

اندر یہ صرف اپنی تنخواہیں اور پروموشنز سیدھی کرنے کے لئے ان کو fudge کیا جاتا ہے۔یہ ground realities ہیں۔ میں وہی بات دوبارہ سے کروں گا کہ صرف احکامات دینے سے results نہیں آ رہے کیونکہ انہوں نے خود لکھا ہوا ہے کہ ان کی induction کی proportion کم ہوتی جا رہی ہے۔ میرے پاس 2015 کی فہرست بھی ہے اور اس کے مطابق پچھلے دو سالوں سے بچے کم enroll ہو رہے ہیں۔ میرا پھر وہی سوال ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کیا یہ سمجھتی ہیں کہ تنخواہ روکنے کی ہدایت یا دھمکی سے enrollment بہتر ہو گی اور اگر وہ سمجھتی ہیں کہ نہیں، اس میں مزید بہتری ہونی چاہئے تو پھر وہ بتادیں کہ اس بابت کیا کوششیں ہو رہی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! حکومت اس بارے میں definitely خاصی vigilant ہے اور اس کے لئے نئی بھرتی کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔اس حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری جا چکی ہے۔ تعلیمی کیلنڈر بنایا گیا ہے، جن جن کالجوں میں missing facilities ہیں، کمپیوٹر لیب یا دوسری سہولتیں میسر نہ ہیں تو ان کو پورا کرنے کے لئے سمری وزیر اعلیٰ صاحب کو بھجوائی جا چکی ہے۔ پنجاب بھر کے تمام کالجوں میں جو missing facilities ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے ہر سال block allocation میں funds مختص کئے جائیں گے اور پھر یہ ان کالجوں کو مہیا کئے جائیں گے۔اس کے علاوہ جس کالج یا کلاس کا نتیجہ بُرا آتا ہے اسے متعلقہ ٹیچر کی ACR میں لکھا جاتا ہے جو کہ ان کی ترقی پر اثر انداز ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔اگلا سوال نمبر 3435 جناب احمد علی خان دریشک صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔جی، سوال نمبر بولئے گا۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3448 ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز جمعۃ المبارک 26۔دسمبر 2014 کے ایجنڈا سے زیر التواء سوال)

فیصل آباد: کالجز اور دستیاب ٹرانسپورٹ سے متعلقہ تفصیلات

*3448: میاں طاہر: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر کی حدود میں کتنے کالجز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد علیٰحدہ علیٰحدہ کالج وار بتائیں؟

(ج) ان کالجوں کے پاس کتنی بسیں پک اینڈ ڈراپ برائے طلباء ہیں، تفصیل کالج وار بتائیں؟

(د) ان بسوں کو چلانے والے عملہ کے نام، پتاجات اور عہدے بتائیں؟

(ہ) ان بسوں کو چلانے اور ان کی مرمت کے لئے کتنی رقم حکومت نے سال14۔2013کے بجٹ میں فراہم کی ہے؟

(و) کس کس کالج کی بسیں مطلوبہ عملہ اور ڈیزل/پٹرول نہ ہونے کی وجہ سے کب سے بند کھڑی ہوئی ہیں؟

(ز) کیاحکومت ان کالجوں کی بسوں کو چلانے کے لئے ڈرائیور مع دیگر عملہ اور پٹرول/ڈیزل کی خرید کے لئے رقم دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائرایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) فیصل آباد شہر کی حدود میں سات کالج ہیں:

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج آف سائنس سمن آباد، فیصل آباد
2۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمن آباد فیصل آباد
3۔ گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج عبداللہ پور، فیصل آباد
4۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج سرگودھا روڈ فیصل آباد
5۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس عبداللہ پور فیصل آباد
6۔ گورنمنٹ ڈگری کالج ستیانہ روڈ فیصل آباد
7۔ گورنمنٹ ملت ڈگری کالج غلام محمد آباد، فیصل آباد

(ب) ان کالجوں میں زیر تعلیم طلبہ کی تعداد کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام	طلباء کی تعداد
1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج آف سائنس سمن آباد، فیصل آباد	(2140)
2۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمن آباد فیصل آباد	(4779)
3۔ گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج عبداللہ پور، فیصل آباد	(2027)
4۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج سرگودھا روڈ فیصل آباد	(2042)
5۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس عبداللہ پور فیصل آباد	(1265)
6۔ گورنمنٹ ڈگری کالج ستیانہ روڈ فیصل آباد	(465)
7۔ گورنمنٹ ملت ڈگری کالج غلام محمد آباد، فیصل آباد	(219)

(ج) فیصل آباد شہر کی حدود میں صرف گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمن آباد کے پاس بس ہے۔

(د) کالج انتظامیہ نے کالج بس فنڈ سے بس کو چلانے کے لئے عارضی طور پر ڈرائیور اور کنڈیکٹر کا انتظام کیا ہوا ہے جن کے نام، پتاجات درج ذیل ہیں:

ڈرائیور: یوسف علی خاں، مکان نمبر 68 محلہ سمن آباد سیکٹر سی فیصل آباد

کنڈیکٹر: عاطف مرتضیٰ، 778/P محلہ کلیم شہید کالونی نمبر 1 فیصل آباد

(ہ) جن کالجز کو 13-2012 اور 14-2013 میں بسیں فراہم کی گئی ہیں ان کے لئے ڈرائیورز اور کنڈیکٹرز کی اسامیاں منظور ہو چکی ہیں تاہم حکومت پنجاب کی عائد کردہ تقرری پر پابندی کی وجہ سے ڈرائیور اور کنڈیکٹر کی تقرری نہ ہو سکی ہے۔ بہر حال محکمہ اعلیٰ تعلیم نے بحوالہ لیٹر نمبر DS(Budget) College Buses/2013 مورخہ 24-10-2013 پرنسپل صاحبان کو اجازت دی ہوئی ہے کہ وہ کالج بس فنڈ سے عملہ و بس کے اخراجات پورے کریں۔

(و) چونکہ محکمہ اعلیٰ تعلیم نے پرنسپل صاحبان کو ہدایات جاری کی ہوئی ہیں کہ وہ کالج بس فنڈ سے بس اور عملہ کے اخراجات پورے کریں اس لئے یہ بسیں زیر استعمال ہیں اور طالبات ان سے مستفید ہو رہی ہیں۔

(ز) چونکہ محکمہ اعلیٰ تعلیم نے کالجز کی بسوں کو چلانے کے لئے پالیسی جاری کی ہوئی ہے پرنسپل صاحبان کو اس پالیسی کے مطابق پٹرول، ڈیزل اور مرمت کے اخراجات کالج بس فنڈ سے پورے کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور ڈرائیور، کنڈیکٹر بھی اس فنڈ سے رکھنے کی اجازت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! آج میرے جو سوالات آئے ہیں یہ بروز جمعۃ المبارک 26۔دسمبر 2014 کے ایجنڈے سے زیر التواء ہیں اور میں نے یہ سوال pending کروائے تھے۔ کیا جس بناء پر یہ سوالات pending ہوئے تھے اس بارے میں حکومت کی طرف سے کوئی احکامات جاری ہوئے ہیں اور اگر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا تو اس کی وجوہات بتائی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کا سوال سُن نہیں سکی لہذا وہ دُہرا دیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرے یہ سوالات 26۔دسمبر2014کے ایجنڈے پر آئے تھے۔ان کے جوابات صحیح طریقے سے نہیں دیئے گئے تھے جس کی بناء پر ان کو pending کر دیا گیا تھا۔کیا حکومت کی طرف سے ایک سال کے دوران اس پر کوئی ایکشن لیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!ان سوالوں کے جوابات میں کہاں پر غلط بیانی کی گئی ہے آپ ذرا نشاندہی تو کریں؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرے دو سوالات وہ ہیں جو کہ 26۔دسمبر2014کو pending کئے گئے تھے جبکہ دو نئے سوالات ہیں۔آج میرے کل چار سوالات آئے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! محکمہ نے آپ کے سوالوں کا نیا جواب دے دیا ہے۔آپ اس پر ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال بھی کروں گا لیکن اگر کوئی سوال ایک سال پہلے pending کیا جاتا ہے کہ اس پر کام کر کے ایوان میں دوبارہ تفصیل بتائیں تو کیا ان pending کئے گئے سوالات پر کوئی ایکشن لیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!دو ماہ پہلے یہ سوالات pending کئے گئے تھے اور اب محکمہ نے نیا جواب دے دیا ہے تو آپ بتائیں کہ اس جواب میں مسئلہ کیا ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے آٹھ سے دس ماہ پہلے یہ سوالات دیئے تھے۔یہ 26۔دسمبر2014کو ایجنڈے میں شامل ہو گئے لیکن محکمہ کی طرف سے صحیح جواب نہیں دیا گیا اور اسی بناء پر ان کو pending کر دیا گیا۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو سوال pending کئے گئے تھے ان پر محکمہ نے کوئی ایکشن لیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ کے سوالات pending اس لئے کئے گئے تھے کیونکہ آپ جواب سے مطمئن نہیں تھے۔ان سوالات کا دوبارہ جواب مانگا گیا اور اب محکمہ نے نیا جواب دے دیا ہے۔کیا اب آپ اس سے بھی مطمئن نہیں ہیں؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! یہ وہی جواب ہے جو 26۔دسمبر2014 کو دیا گیا تھا۔یہ کوئی نیا جواب نہیں ہے۔اب میں ضمنی سوال کی طرف آ جاتا ہوں۔میں نے اپنے سوال میں کالجوں اور بچوں کی تعداد کی تفصیل مانگی تھی۔محکمہ کی مہربانی ہے کہ تفصیلی جواب دے دیا ہے۔بہت سارے ایسے کالجز ہیں کہ جن

میں غریب طالب علموں کے لئے سواری کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ محکمہ نے تفصیل میں کہا ہے کہ فیصل آباد شہر میں صرف ایک بوائز کالج کو بس دی گئی ہے۔اس بس کا بھی ڈرائیور اور کنڈیکٹر نہیں ہے۔یہاں جواب میں فرضی طور پر نام لکھے گئے ہیں۔ وہ بس چھ ماہ تک کھڑی رہی،اخبارات میں خبریں لگتی رہیں اور حکومت کی بدنامی ہوتی رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟ مجھے آپ کا ضمنی سوال سمجھ نہیں آ رہا۔ کیا آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ صرف ایک کالج کو بس دی گئی ہے باقی کالجوں کو کیوں نہیں دی گئیں؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! جی ہاں! باقی کالجوں کو بھی بسیں دی جائیں۔ جب حکومت کی طرف سے ایک کالج کو بس دی گئی ہے تو اس کے لئے عملہ کیوں نہیں فراہم کر رہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! بالکل بس ڈرائیور اور کنڈیکٹر دیا گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے regular بھرتیوں پر پابندی تھی جس کی وجہ سے کالج نے خود سے ڈرائیور اور کنڈیکٹر کا انتظام کیا ہے۔ جب بھرتیوں سے پابندی ختم ہو گی تو وہاں پر regular ڈرائیور اور کنڈیکٹر بھرتی کر لئے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ باقی کالجوں کو بسیں فراہم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! پچھلے سال حکومت کی طرف سے پنجاب کے کالجوں کو سو بسیں دی گئی تھیں۔ اب پھر 37 بسوں کی منظوری ہوئی ہے جو کہ پنجاب کے کالجوں میں فراہم کی جائیں گی اور ان میں فیصل آباد کے بھی تین کالج شامل ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں طاہر صاحب! آپ کو مزید تین بسیں دی جا رہی ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جب حکومت نے کالج کو بس فراہم کی ہے تو عملہ کا انتظام کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے بتایا ہے کہ حکومت کی طرف سے regular بھرتی پر پابندی ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اگر عملہ فراہم نہیں کرنا تو پھر بس دینے کا کیا فائدہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے بتایا ہے کہ عملے کا انتظام کالج نے خود کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):جناب سپیکر!بس ڈرائیور اور کنڈیکٹر کی اسامیاں منظور شدہ ہیں اور جب بھرتیوں پر پابندی ختم ہو گی تو وہاں پر regular بھرتی ہو جائے گی ویسے عارضی طور پر کالج نے انتظام کیا ہوا ہے۔

میاں طاہر:جناب سپیکر!چار ماہ تک اخبار والے خبریں لگاتے رہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے دی گئی بس ایسے ہی کھڑی ہوئی ہے جبکہ یہاں پر یہ بتایا جا رہا ہے کہ ڈرائیور اور کنڈیکٹر کا انتظام کر لیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:محترمہ!کب تک بھرتیوں پر پابندی ختم کرنے کا ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):جناب سپیکر!اس حوالے سے مجھے صحیح علم نہیں I think in a month بہر حال جب بھرتیوں پر پابندی ختم ہو گی تو اس کالج میں بھی بھرتیاں کر لی جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، شکریہ۔اگلا سوال بھی میاں طاہر صاحب کا ہے۔جی، سوال نمبر بولئے گا۔

میاں طاہر:جناب سپیکر!سوال نمبر 3449 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

(بروز جمعۃ المبارک 26۔دسمبر 2014 کے ایجنڈا سے زیر التواء سوال)

فیصل آباد:طالبات کے لئے فراہم کی گئی بسوں کی تفصیلات

*3449:میاں طاہر:کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد ڈویژن کے کن کن کالجز برائے خواتین کے پاس پک اینڈ ڈراپ برائے طالبات بسیں فراہم کی گئی ہیں،ان کی تفصیل کالج وار بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بسیں تو ان کالجوں کو فراہم کر دی گئی ہیں مگر ان کے لئے ڈرائیور اور دیگر عملہ فراہم نہ کیا گیا ہے اور نہ ہی ان کے ڈیزل/تیل خریدنے کے لئے رقم فراہم کی جا رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈیزل/پٹرول/ڈرائیورز کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ بسیں کھڑی ہیں اور ان کا طالبات کو کوئی فائدہ نہ ہوا ہے؟

(د) کیا حکومت ان بسوں کو چلانے کے لئے ڈرائیورز و دیگر عملہ اور پٹرول/ڈیزل/تیل کے لئے رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) فیصل آباد ڈویژن میں موجود خواتین کالجز جن کو بسیں فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام	تعداد
1	گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین عیدگاہ روڈ فیصل آباد	02
2	گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار فیصل آباد	01
3	گورنمنٹ کالج برائے خواتین غلام محمد آباد فیصل آباد	01
4	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلستان کالونی فیصل آباد	01
5	گورنمنٹ کالج برائے خواتین پیپلز کالونی فیصل آباد	01
6	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد	01
7	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سمن آباد، فیصل آباد	01
8	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈجکوٹ	01
9	گورنمنٹ کالج برائے خواتین، سمندری	02
10	گورنمنٹ کالج برائے خواتین تاندلیانوالہ	01
11	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جڑانوالہ	01
12	گورنمنٹ کالج برائے خواتین کھڑیانوالہ	01
13	گورنمنٹ کالج برائے خواتین، جھنگ	01
14	گورنمنٹ کالج برائے خواتین، شورکوٹ	01
15	گورنمنٹ کالج برائے خواتین، چنیوٹ	01
16	گورنمنٹ جامعہ نصرت کالج چناب نگر	01
17	گورنمنٹ کالج برائے خواتین ٹوبہ ٹیک سنگھ	01
18	گورنمنٹ کالج برائے خواتین، گوجرہ	01
19	گورنمنٹ کالج برائے خواتین، پیر محل	01
20	گورنمنٹ کالج برائے خواتین کمالیہ	01

درج بالا سات کالجز میں بسیں پہلے سے موجود ہیں اور ان کے لئے گورنمنٹ نے اسامیاں پہلے سے ہی منظور کی ہوئی ہیں اس لئے ان سات کالجوں کی بسوں پر مستقل ڈرائیور اور کنڈیکٹر کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ 13 کالجوں کو 13-2012 اور 14-2013 میں بسیں فراہم کی گئی ہیں۔ ان بسوں کو چلانے کے لئے ڈرائیور اور کنڈیکٹر کی اسامیاں منظور ہو چکی ہیں جن پر بھرتی حکومت پنجاب کی ہدایات پر کی جائے گی۔

(ب) جن کالجز کو 13-2012 اور 14-2013 میں بسیں فراہم کی گئی ہیں ان کے لئے ڈرائیور اور کنڈیکٹر کی اسامیاں منظور ہو چکی ہیں تاہم حکومت پنجاب کی عائد کردہ تقرری پر پابندی کی وجہ

سے ڈرائیور اور کنڈیکٹر کی تقرری نہ ہو سکی ہے۔ بہر حال محکمہ اعلیٰ تعلیم نے بحوالہ لیٹر نمبر2013/DS (Budget) College Buses مورخہ2013-10-24 پر نسپل صاحبان کو ہدایات دی ہوئی ہیں کہ وہ کالج بس فنڈ سے عملہ بس کے اخراجات پورے کریں۔

(ج) چونکہ محکمہ اعلیٰ تعلیم نے پر نسپل صاحبان کو ہدایات جاری کی ہوئی ہیں کہ وہ کالج بس فنڈ سے بس اور عملہ کے اخراجات پورے کریں۔اس لئے یہ بسیں زیر استعمال ہیں اور طالبات ان سے مستفید ہو رہی ہیں۔

(د) محکمہ اعلیٰ تعلیم نے کالجز کی بسوں کو چلانے کے لئے پالیسی جاری کی ہوئی ہے پر نسپل صاحبان کو اس پالیسی کے مطابق پٹرول، ڈیزل اور مرمت کے اخراجات کالج بس فنڈ سے پورے کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور ڈرائیور، کنڈیکٹر بھی اس فنڈ سے رکھنے کی اجازت ہے۔

حکومت پنجاب نے گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمن آباد فیصل آباد کو کالج بس چلانے کے لئے 2013-14 میں POOL میں 306000/- روپے اور بس مرمت کے لئے 50000/- روپے جاری کئے ہیں۔

فیصل آباد شہر کی حدود میں صرف گورنمنٹ گریجویٹ کالج سمن آباد فیصل آباد کے پاس بس ہے جو چل رہی ہے۔

2013-14 کے بجٹ میں حکومت نے بسوں کو چلانے کے لئے بجٹ جاری کیا ہوا تھا مگر 2014-15 کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم نے پر نسپل صاحبان کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ کالج بس فنڈ سے بسوں کے اخراجات پورے کریں۔یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ محکمہ اعلیٰ تعلیم نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو کالج بس کے معاملات کا جائزہ لے رہی ہے اور ضروری ترامیم کے لئے سفارشات بھی تیار کر رہی ہے جن پر منظوری کے بعد عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! یہ سوال بھی خواتین کالجوں میں بسوں کے حوالے سے ہے اور یہ بڑا serious issue ہے۔ ہماری بھی بیٹیاں اور بہنیں تعلیم حاصل کرنے کے لئے کالجوں میں جاتی ہیں۔ میرے حلقے میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈی ٹائپ آتا ہے اس میں پچھلے آٹھ ماہ سے ایک بس کھڑی ہوئی ہے

لیکن اس کو چلانے والا کوئی نہیں۔کیا محکمہ نے اس حوالے سے پرنسپل یا اس کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! یہ notice میں لائے ہیں اس پر ان کا شکریہ۔ ہم اسے دیکھ لیتے ہیں کیونکہ مجھے جو بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام بسیں چل رہی ہیں۔ کچھ عرصہ issue رہا تھا کیونکہ انہیں private arrangement کرنا تھا لیکن اب بسیں regular چل رہی ہیں۔آپ نے جو ڈی۔ٹائپ کالونی کا لج کا ذکر کیا ہے تو اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طاہر: جناب سپیکر! اگر اسی list کے حوالے سے دیکھا جائے تو 26۔دسمبر کو اس کا جواب لکھ کر دیا گیا ہے لیکن ابھی تک ذمہ داران کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لیا گیا؟ یہ سوال pending سوالات میں سے ایک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس پر کارروائی کریں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! یہ سوال آٹھ ماہ پہلے دیا گیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! ان میں سے سات کالجز میں ریگولر بھرتی ہوئی ہوئی ہے اور جو تیرہ کالجز ہیں ان میں ban کی وجہ سے بھرتی نہیں ہوئی جہاں پر ظاہر ہے کہ ڈرائیور اور کنڈیکٹر کا issue اکثر آ جاتا ہے لیکن انہوں نے جو specific کیا ہے اسے ہم دیکھ لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس سوال کو verify کریں۔ شکریہ۔اگلا سوال نمبر 2708 ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کا ہے۔ محترمہ! اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں جواب سے satisfied نہیں تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہمارے پاس تو لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول ہی نہیں ہوا کم از کم جو جواب ہے وہ تو ایوان میں آنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! ہم اس کو دوبارہ چیک کرا لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! دو سال ہو گئے ہیں۔ اس ایوان کو مذاق نہ بنائیں۔ آپ کا محکمہ کیا کر رہا ہے؟ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی۔ جیسا بھی جواب ہے کم از کم ایجنڈے پر تو آنا چاہئے اور ادھر ہمارے پاس آنا چاہئے۔ محترمہ! اس پر کارروائی کر کے بتائیں کہ یہاں پر اس سوال کا جواب کیوں نہیں آیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے اس کو چیک کر لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ سے next session میں اس حوالے سے پوچھوں گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سوال کا تو جواب ہی نہیں ہے تو اس پر ضمنی سوال کیا ہو گا؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس پر بات کر چکا ہوں۔ میں next session میں ان سے پوچھوں گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں نے ضروری بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری submission یہ ہے کہ آپ نے مہربانی کی، سپیکر نے Rules of Procedure کے لئے ایک سپیشل کمیٹی بنائی۔ وہ سپیشل کمیٹی according to rules ایک time frame میں کام کر سکتی ہے۔ اس کو constitute ہوئے میرے خیال میں اتنا وقت گزر گیا ہے کہ جس میں اس کو اپنی رپورٹ submit کر دینی چاہئے تھی۔ یہ میرا خیال ہے۔ اس پر پارلیمانی امور کے پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہیں وہ بتا سکیں گے لیکن میری آپ سے درخواست یہ ہے کہ آج کے جتنے سوالات ہیں اور جو جوابات دیئے گئے ہیں سب کی تاریخ وصولی کم از کم اٹھارہ ماہ پہلے کی ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ خود ایک constituency کو represent کرتے ہیں۔ اس نمائندہ ایوان کے کسٹوڈین ہیں اور Chair پر بیٹھے ہیں۔ اگر اٹھارہ ماہ پہلے دیا گیا سوال اور جواب میں آج لوں تو کیا وہ سوال متروک اور جواب بے معنی نہیں ہو گا اور میں نے اٹھارہ ماہ کے بعد جواب کا کیا کرنا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب!اس کی انکوائری کا کہہ دیا ہے۔ میں انشاء اللہ next session میں ان سے پوچھوں گا۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2887 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ کالج یونیورسٹی میں پوزیشن ہولڈرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2887: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2012 میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں کل کتنے پوزیشن ہولڈرز تھے؟

(ب) سال2012 کے دوران گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں کانووکیشن کے دوران کتنی لڑکیوں اور لڑکوں کو کتنے مضامین میں گولڈ میڈلز دیئے گئے؟

(ج) سال2012 میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں کتنے سکالرز کو پی ایچ ڈی کی ڈگریز دی گئیں، ڈگری ہولڈرز کے نام و مضامین کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) سال2012 میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے تعلیمی پوزیشن ہولڈرز کی کل تعداد 27 تھی۔

(ب) سال2012 میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں پوزیشن ہولڈر لڑکیوں کی تعداد 15 اور مضامین کی تعداد 14 ہے اور لڑکوں کی تعداد 12 اور مضامین کی تعداد بھی 12 ہے۔

(ج) سال2012 میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں 57 سکالرز کو پی ایچ ڈی کی ڈگری دی گئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جز(الف) کا جواب مکمل نہیں دیا گیا اور جز(ج) کے جواب کو ہی تفصیل میں دوبارہ بیان کیا گیا ہے۔ میں نے جز(الف) میں پوچھا تھا کہ کل کتنے پوزیشن ہولڈرز ہیں؟ جواب میں صرف تعداد ستائیس بتائی گئی ہے لیکن ان کی تفصیل مجھے نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی میاں طاہر صاحب بات کر رہے تھے شاید وہ بھی اپنے سوال پر یہی کہنا چاہ رہے تھے کہ غلط جواب کی بناء پر ان کے سوال کو pending کیا گیا تھا تو جنہوں نے غلط جواب دیا تھا محکمہ نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کیا آپ کے پاس ستائیس پوزیشن ہولڈرز کی تفصیل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میرے پاس تفصیل موجود ہے اگر آپ کہتے ہیں تو پڑھ دیتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ یہ تفصیل ان کو دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں ان کو تفصیل دے دیتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! یہ تفصیل تو جواب میں ہونی چاہئے تھی کیونکہ یہ پورے ایوان کی پراپرٹی ہے اس لئے جواب کا پورے ایوان کو علم ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گولڈ میڈلسٹ کو کیا کوئی cash prize بھی دیا جاتا ہے اور جو گولڈ میڈلسٹ مالی مشکلات کی وجہ سے آگے تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے تو محکمہ ان کو کیسے support کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! انہوں نے جو گولڈ میڈلسٹ کی بات کی ہے تو ان کے لئے وظائف موجود ہیں۔ اگر وہ آگے اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہیں تو وہ ہائر ایجوکیشن کمیشن میں apply کرتے ہیں تو ان کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ کیا گولڈ میڈل کے ساتھ ساتھ کوئی cash prize بھی دیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موشل سلطانہ): جناب سپیکر! Cash prize کے متعلق میں پوچھ کر بتا سکتی ہوں۔ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3146 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: سرکاری و غیر سرکاری کالجز برائے خواتین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3146: میاں طاہر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر کی حدود میں کون کون سے سرکاری اور غیر سرکاری کالجز برائے خواتین چل رہے ہیں، ان کے نام بتائیں؟

(ب) سرکاری کالجز میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد کلاس وار اور کالج وار بتائیں؟

(ج) سرکاری کالجز میں کیا کیا missing facilities ہیں، ان کی تفصیل کالج وار بتائیں اور ان کو یہ سہولیات کب تک حکومت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) اس شہر میں بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر حکومت مزید کہاں کہاں کالجز برائے خواتین بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس شہر میں غیر آئینی، غیر رجسٹرڈ پرائیویٹ کالجز برائے خواتین بند کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موشل سلطانہ):

(الف) فیصل آباد شہر میں 10 سرکاری اور 35 رجسٹرڈ غیر سرکاری خواتین کے کالج چل رہے ہیں جن کے ناموں کی تفصیل بالترتیب ضمیمہ (الف و ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فیصل آباد شہر کی سرکاری کالجز میں طالبات کی کلاس اور کالج وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سرکاری کالجز میں missing facilities کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم محکمہ اعلیٰ تعلیم ایک مشترکہ سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے تیار کر رہا ہے جس میں ان کالجز میں missing facilities کو بھی شامل کیا جائے گا۔

(د) فیصل آباد شہر کی حدود میں گورنمنٹ کالج برائے خواتین چک نمبر215ر۔ب جڑانوالہ روڈ فیصل آباد زیر تعمیر ہے۔

(ہ) محکمہ اعلیٰ تعلیم کے ریکارڈ کے مطابق فیصل آباد شہر میں کوئی غیر آئینی اور غیر رجسٹرڈ پرائیویٹ کالجز کام نہیں کر رہے۔ ہر سال فیصل آباد کے سرکاری کالجز کے پرنسپلز کے ذریعے سروے کروایا جاتا ہے اور اگر کوئی غیر رجسٹرڈ کالج کام کر رہا ہو تو اسے نوٹس بھیجا جاتا ہے کہ وہ90روز کے اندر اپنی رجسٹریشن کروائے اگر وہ ادارہ90دن کے اندر رجسٹریشن نہ کروا سکے تو گورنمنٹ قوانین کے تحت100روپے روزانہ کے حساب سے جرمانہ کیا جاتا ہے۔ جو حکومتی خزانہ میں جمع ہوتا ہے اس سال کی پرنسپلز کی رپورٹ کے مطابق فیصل آباد شہر میں کوئی غیر آئینی اور غیر رجسٹرڈ پرائیویٹ کالج برائے خواتین کام نہیں کر رہا ہے تاہم جونہی کوئی ایسا کالج محکمہ کے علم میں آیا تو قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے نہ بتائیں اور ضمنی سوال کریں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! تاریخ وصولی30۔اکتوبر2013ہے اور جواب26۔فروری2014کو آ رہا ہے۔ آپ خود دیکھیں میں فیصل آباد شہر سے اس ایوان میں کھڑا ہو کر نمائندگی کر رہا ہوں۔ محکمہ کی کارکردگی جب یہ ہو گی کہ اٹھارہ ماہ بعد سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ ایسے نہ کریں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں اس بات پر احتجاج کروں گا کہ اگر اٹھارہ ماہ بعد جواب دیئے جائیں گے تو پھر میرا سوال کرنے کا فائدہ ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سوال کا جواب دو ماہ بعد آیا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! 30۔اکتوبر2013پرنٹ کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تاریخ وصولی30۔اکتوبر2013ہے۔اس کو26۔دسمبر2013کو ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا گیا تھا اور26۔فروری2014کو اس سوال کا جواب آ گیا تھا۔ میاں صاحب! آپ ضمنی سوال کریں اور اس بحث میں نہ پڑیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا جز(ج) کے حوالے سے ضمنی سوال ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو جو سمری بھجوائی جارہی ہے یا پیش کر دی گئی ہے تو کیا فیصل آباد کے کالجز کے نام بتائے جا سکتے ہیں جو سمری میں لکھے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میرے پاس list موجود نہیں ہے کہ فیصل آباد کے کون کون سے کالجز کے نام ہیں لیکن جس کالج میں جو بھی missing facility ہے وہ اس سمری میں شامل ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے specific فیصل آباد کے حوالے سے سوال کیا ہے اور یہ میرا ضمنی سوال بنتا ہے اور ان کا جواب دینا بنتا ہے۔ یہ بتادیں کہ فیصل آباد میں کون کون سے کالجز کی کیا سمری انہوں نے بنا کر بھیجی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں ان کی تفصیل ان کو فراہم کر دوں گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں پڑھ دیتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! تفصیل لمبی ہے۔ آپ تفصیل کی کاپی ان کو دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں انہیں تفصیل دے دوں گی۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال ہے کہ جڑانوالہ روڈ فیصل آباد کا جو کالج زیر تعمیر ہے اس کی تعمیر میں کتنا وقت باقی رہ گیا ہے اور وہاں پر کلاسز کا اجراء کب تک کر دیا جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! انہوں نے کالجز کی فہرست مانگی تھی وہ ساتھ دے دی گئی ہے۔ اس کالج کے حوالے سے میرے پاس تفصیل نہیں ہے۔ وہ میں ان کو دے دوں گی۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! آپ خود تیاری کا حال دیکھ لیں۔ ہم اتنی محنت کر کے سوالات لاتے ہیں اگر اس کا جواب نہیں ہے تو میں کہاں جا کر احتجاج کروں؟ میں اسمبلی میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔احتجاج نہ کریں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اگر سوالات کا یہ حال کیا جائے گا تو یہ بڑی زیادتی کی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کالج زیر تعمیر ہے۔انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! یہ بتایا جائے کہ اس کی تعمیر میں کتنا عرصہ باقی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! اس وقت 50 فیصد کام مکمل ہو گیا ہے اور 50 فیصد رہتا ہے۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

میاں طاہر: جناب سپیکر! مجھے پیچھے سے یہ آوازیں آ رہی ہیں کہ ہم احتجاجاً پوچھیں گے ہی نہیں لیکن میں ایسے جوابوں سے بھی مطمئن ہوں۔ میں کوئی ضمنی سوال نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب: آپ جواب سے satisfy ہیں؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! جی، پھر کیا کروں جب جواب ہی ایسے آئیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال میاں طاہر! (اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں طاہر کی طرف نے اپنا سوال نمبر 3147 احتجاجاً take up نہیں کیا) اگلا سوال نمبر 3218 چودھری فیصل فاروق چیمہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3271 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیالکوٹ: پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین ڈسکہ میں بی کام و ایم کام کی کلاسز نہ پڑھانے کی وجوہات

*3271: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں بی کام، ایم کام کی کلاسز نہیں پڑھائی جارہی ہیں اگر ہاں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

یہ بات درست ہے کہ ادارہ ہذا میں بی کام اور ایم کام کی کلاسز کا اجراء ابھی تک نہیں ہوا۔ اس کالج میں متعلقہ ٹیچنگ سٹاف کی تعداد ناکافی ہے اس لئے فی الوقت یہ ممکن نہ ہے کہ کالج ہذا میں بی کام اور ایم کام کی کلاسز کا اجراء کیا جاسکے۔ علاوہ ازیں موجودہ بلڈنگ کے اندر مزید طلباء کو بٹھانے کی گنجائش بھی نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل غلط طریقے سے دیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: باجوہ صاحب! یہ روایت بنتی جارہی ہے کہ جو بھی کھڑا ہوتا ہے پہلے یہی بات کرتا ہے۔ سوال آپ کرتے نہیں ہیں اور جو بھی اٹھتا ہے جیسے میاں صاحب بھی ابھی یہی کچھ کہہ رہے تھے کہ جواب غلط دیا ہے اور پھر کہہ دیا کہ میں مطمئن ہوں۔ آپ یہ نہ کہیں ان سے کم از کم پوچھیں تو سہی کہ کہاں سے غلط ہے؟

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر ان کے پاس آئی کام کی کلاسز جاری ہیں تو کیا بی کام کے لئے کوئی نئے ٹیچرز چاہئیں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہاں ڈسکہ میں انہوں نے چالیس CTI teachers رکھے ہیں وہ کس بیماری کی دوا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: باجوہ صاحب! میری بات سنیں پہلے آپ نے یہ بات کیوں کی ہے کہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے اس میں کیا غلط ہے؟

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ اس لئے غلط ہے کہ وہاں پر ایک نیا بلاک تعمیر ہوا 2012 میں اس کا افتتاح ہوا ہے اور 2013 میں انہوں نے کلاسز شروع کرنی تھیں، وہ ڈبل سٹوری بلاک بنا ہے اس میں پانچ کمرے نیچے، پانچ کمرے اوپر ہیں اور وہ خالی کا خالی پڑا ہوا ہے۔ یہ غلط بات ہے۔ دوسرا یہ کہتے ہیں کہ سٹاف کی کمی ہے میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے چالیس CTI teachers

رکھے ہیں وہ کس بیماری کا علاج ہیں اگر وہاں پر آئی کام کی کلاسز جاری ہیں تو کیا وہ آئی کام کو پڑھانے والی ٹیچر زبی کام کو نہیں پڑھا سکتیں، کیا وہ بی کام والی ٹیچر زایم کام کو نہیں پڑھا سکتیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: باجوہ صاحب! یہ کوئی بات ہے۔ یہ تو آپ کی تجویز ہے کہ پڑھا نہیں سکتے۔ جی، محترمہ! اس کا جواب دیں۔ آئندہ سے اس قسم کی بات نہ کی جائے پہلے آپ ضمنی سوال کریں، سوال کرنے سے پہلے ہی آپ کھڑے ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ یہ غلط جواب ہے اس کی وجہ پوچھے بغیر ہی یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! نئی کلاسز کے اجراء کے لئے ایک باقاعدہ criterion ہوتا ہے۔ ڈی کام اور ایم کام کا criterion different ہے اور یہ کالج اس criterion پر پورا نہیں اترتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو کامرس کالجز ہیں ان کے لئے الگ سے set up موجود ہے جو کہ 2011 میں HED کے پاس آیا ہے اس سے پہلے۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! اس سے پہلے یہ TEVTA کے under کام کر رہا تھا اور ایک set up کے تحت یہ کالجز کام کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، باجوہ صاحب! اب آپ بتائیں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے انہوں نے یہ جواب دے دیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ پوری تحصیل ڈسکہ میں women کے لئے کامرس کالج نہیں ہے اور نہ ہی پی پی۔130 میں کوئی کالج ہے۔ پنجاب کے تقریباً تمام کالجز میں بی ایس کی کلاسز شروع کی جا رہی ہیں۔ گورنمنٹ آف پنجاب کی نئی recruitment policy کے تحت بھی جتنے نئے لوگ یا CTI teachers بھرتی کر رہے ہیں تو اُن لوگوں کو یہ priority دے رہے ہیں جو کم از کم ایم فل ہوں اور پی ایچ ڈی ڈگری holders ہوں۔ اگر میرے شہر میں بی کام، ایم کام اور بی ایس کی کلاسز شروع نہیں ہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: باجوہ صاحب! اب آپ خود دیکھ لیں کہ یہ آپ تجویز دے رہے ہیں یا ضمنی سوال کر رہے ہیں؟

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہی سٹاف اور یہی کلاس رومز ہیں اگر بی ایس کی کلاسز شروع ہوں گی تو کیا اس کے لئے نیا سٹاف درکار ہے یا یہی سٹاف چاہئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ کا جواب سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں ان کو تھوڑا یہ clear کر دوں کہ بی کام کامرس ہے اور بی ایس یا آرٹس وہ بالکل اس سے الگ subjects ہیں۔ کامرس کے لئے کامرس کے ہی ٹیچرز چاہئے ہوتے ہیں۔ کامرس کا پنجاب میں الگ سے ایک set up موجود ہے اور یہ 118 کالجز تھے جو کہ ٹیوٹا کے under تھے جو کہ 2011 میں HED کے پاس آئے ہیں۔ جو ہمارے ریگولر کالجز ہیں اس میں کامرس کے subjects نہیں پڑھائے جاتے ہیں۔ ایک یا دو کالجز ہیں اس میں بھی وہ آہستہ آہستہ ختم ہو رہے ہیں۔ کامرس کا الگ سے set up ہے اس کو ریگولر کالجز میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس جواب سے میں مطمئن ہوں۔ دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر وہاں پر ایف ایس سی کلاسز ہو رہی ہیں تو کیا جو ٹیچرز ایف ایس سی پڑھا سکتی ہیں کیا وہ بی ایس نہیں کروا سکتیں، اس کا جواب دے دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: باجوہ صاحب! اب آپ خود ہی فیصلہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ بی ایس پڑھانے کے لئے زیادہ qualification required ہوتی ہے اور again ان کا سوال کامرس سے related ہے۔ کامرس ایف ایس سی اور ایف اے سے بالکل الگ subject ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! پہلے میرے پچھلے سوال کا جواب تو لے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! نہیں، اِس سوال کے متعلق بات کریں۔ آپ سوال نمبر بولیں۔ میں اُس سوال کو dispose of کر چکا ہوں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3303 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ ڈگری کالج فار (بوائز) چائنا سکیم کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*3303: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز چائنا سکیم لاہور کی تعمیر کب ہوئی نیز اس کالج کی تعمیر پر حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی؟

(ب) مذکورہ کالج میں اساتذہ کی کل کتنی تعداد ہے نیز ان اساتذہ میں subject specialist کے کل کتنے اساتذہ ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ وار تفصیل سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) مذکورہ کالج میں طلباء کے لئے کل کتنے کمپیوٹر فراہم کئے گئے نیز ان کمپیوٹرز کی خریداری پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) مذکورہ کالج میں کتنا کلیریکل سٹاف ہے، سٹاف کی مکمل تفصیل مع عہدہ و گریڈ فراہم کی جائے؟

(ہ) مذکورہ کالج میں کتنی سیٹیں ابھی تک خالی ہیں اور کیوں نیز انہیں کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز شالامار ٹاؤن چائنا سکیم لاہور کی عمارت 60.989 ملین روپے کی لاگت سے 2012 میں تعمیر کی گئی۔

(ب) کالج ہذا میں اساتذہ کی کل 11 منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے 9 اسامیوں پر اساتذہ کام کر رہے ہیں اکنامکس اور فزکس کے اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں۔ مزید برآں subject specialist کی اسامی کالج کیڈر میں نہیں دی جاتی۔ کالج میں تعینات اساتذہ کرام کی تفصیل بلحاظ نام و عہدہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ کالج کو -/923,377 روپے کی لاگت کے 17 کمپیوٹر فراہم کئے گئے۔

(د) مذکورہ کالج میں کلیریکل سٹاف کی کل 14 منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے 11 اسامیوں پر کلیریکل سٹاف تعینات ہے جبکہ تین اسامیاں برائے کیٹر ٹیکر، لیکچرار اسسٹنٹ اور جونیئر کلرک خالی ہیں سٹاف کی تفصیل عہدہ و گریڈ وار ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) مذکورہ کالج میں اساتذہ کرام کی دو سیٹیں خالی ہیں جن پر جلد تعیناتی کر دی جائے گی۔ ٹرانسفر پالیسی کے مطابق صرف گرمیوں کی تعطیلات میں تبادلہ جات کئے جاتے ہیں اس لئے اس سال کی تعطیلات کے دوران ان سیٹوں پر تعیناتی مکمل کر لی جائے گی۔ تاہم کلیریکل سٹاف کی

بھرتی پر حکومت پنجاب کی طرف سے پابندی عائد ہے لہذا ان خالی اسامیوں پر تبادلہ کے ذریعے تعیناتی کے لئے اگر کوئی درخواست موصول ہوئی تو اس پر فوری عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں کہا گیا ہے کہ چائنا سکیم لاہور کی عمارت 60.989 ملین روپے کی لاگت سے تعمیر ہوئی ہے اس میں کتنے class rooms ہیں اور students کی تعداد کتنی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ نیا سوال بنتا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! کیا اس کی تفصیل آپ کے پاس ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! وہاں پر students کی تعداد 1658 ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو اسامیاں وہاں پر خالی ہیں ان کی جو تفصیل فراہم کی گئی ہے ان گیارہ اسامیوں میں سے 9 اسامیاں fill ہو چکی ہیں ان میں سے بھی ایک پرنسپل اور ایک لائبریرین ہے، باقی پانچ لیکچرار اور دو اسسٹنٹ پروفیسر ہیں تو کیا یہ سات ٹیچرز 1658 طلباء کے لئے کافی ہیں اور اس کالج میں کتنے subjects پڑھائے جاتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! جو اسامیاں خالی ہیں ان کی کمی کو CTI,s کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے۔ لیکچرارز کی بھرتی کے لئے جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا ہے کہ سمری سی ایم صاحب کو جا چکی ہے اور اس پر approval کا انتظار ہے اس کے بعد پبلک سروس کمیشن کو requisition دی جائے گی۔ یہ کالج 2012 میں شروع ہوا ہے اور یہاں پر ایف اے، ایف ایس سی اور بی اے کی کلاسز شروع کی گئی ہیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جو خالی اسامیاں ہیں وہ کب سے خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! یہ کالج 2012 سے شروع ہوا ہے اور جو اسامیاں خالی ہیں ان کو CTI,s کے ذریعے پُر کیا جاتا ہے۔ میں نے ابھی جیسا کہ بتایا ہے کہ وزیر اعلیٰ کو سمری گئی ہوئی ہے تو اس کے بعد یہ خالی اسامیاں fill ہو جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آخری ضمنی سوال کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے بتایا ہے کہ سمری بھجوائی جا چکی ہے تو کب تک expected ہے کیا اسی tenure میں اس سمری کا جواب آ جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! Definitely سمری سی ایم صاحب کے پاس پہنچ چکی ہے۔ We are hoping and following کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد آ جائے گی اور اس کے بعد ہم requisition پبلک سروس کمیشن کو بھیج دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3328 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور: خواتین یونیورسٹی کا قیام و دیگر تفصیلات

*3328: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں خواتین یونیورسٹی فی الحال گورنمنٹ صادق ڈگری کالج برائے خواتین ریاض کالونی بہاولپور میں قائم کی گئی ہے، اس جگہ سے ملحق اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا عباسیہ کیمپس ہے اب اسلامیہ یونیورسٹی کا اپنا کیمپس حاصل پور روڈ پر وافر رقبہ پر موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عباسیہ کیمپس جو کہ شہر کے اندر واقع ہے، دونوں کیمپسز میں آنے جانے کے لئے طلباء و انتظامیہ کے لئے بسوں کا پورا بیڑا ہے جس پر گراں قدر رقم خرچ ہو رہی ہے، اگر عباسیہ کیمپس میں دفاتر و شعبہ جات کو حاصل پور روڈ پر بغداد الجدید کیمپس میں منتقل کر دیا جائے اور عباسیہ کیمپس میں خواتین یونیورسٹی بنا دی جائے تو دو یونیورسٹیز کے ٹرانسپورٹ کی مد میں اخراجات میں گراں قدر کمی ہو جائے گی جو تعلیمی ضروریات پر خرچ ہو سکے گی، کیا محکمہ تعلیم اس مثبت تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہے؟

(ج) پنجاب یونیورسٹی اور اسلامیہ یونیورسٹی میں جن مختلف شعبہ جات میں تعلیم دی جارہی ہے اس میں سالانہ کتنی فیس وصول کی جاتی ہے ہر شعبہ کے حوالہ سے دونوں یونیورسٹیز کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کریں؟

(د) پرائیویٹ یونیورسٹیز میں فیس کو regulate کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی کے طلباء وانتظامیہ دونوں کیمپسز میں آنے جانے کے لئے یونیورسٹی کی بسوں میں سفر کرتے ہیں، لیکن عباسیہ کیمپس کی حاصل پور روڈ بغداد الجدید کیمپس میں منتقلی کی صورت میں بھی بسوں کی آمدورفت میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ بغداد الجدید کیمپس شہر سے باہر تقریباً آٹھ کلومیٹر دور ہے اس صورت میں طلباء وانتظامیہ یونیورسٹی بسوں میں سفر کریں گے کیونکہ بغداد الجدید کیمپس میں رسائی کا اور کوئی ذریعہ نہ ہے اس لئے ٹرانسپورٹ کی مد میں اخراجات میں کمی واقع نہ ہوگی۔ بغداد الجدید میں جاری پروگرامز کے لئے پہلے ہی جگہ ناکافی ہے۔

(ج) اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

اسلامیہ یونیورسٹی میں شعبہ جات کے مطابق سالانہ فیسوں کی تفصیل (Flag-I) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب یونیورسٹی، لاہور

پنجاب یونیورسٹی میں مختلف شعبہ جات میں وصول کی جانے والی سالانہ فیس کی تفصیل (Flag-II) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پرائیویٹ یونیورسٹیز میں مالی معاملات کے تعین کے لئے فنانس اور پلاننگ کمیٹی قائم کی جاتی ہے جس میں یونیورسٹی کے وائس چانسلر، ڈین، ٹریژرار اور رجسٹرار کے علاوہ بورڈ آف گورنرز، اکیڈمک کونسل پنجاب گورنمنٹ کے فنانس اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے نمائندے شامل ہوتے ہیں۔

یونیورسٹی میں فیس کے تعین کا معاملہ پہلے فنانس اور پلاننگ کمیٹی کے زیر بحث لایا جاتا ہے اور اس کی آمادگی اور منظوری کے بعد اسے بورڈ آف گورنرز میں پیش کیا جاتا ہے۔ بورڈ آف گورنرز کی منظوری کے بعد اسے نافذ کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ جو بھی سوالوں کے جواب غلط یا نامکمل ہوتے ہیں تو آپ اس کا سختی سے نوٹس لیتے ہیں۔ اسی طرح میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو ہماری سوالات وجوابات کی کاپی ہے اس میں ایک سوال کو ایوان تک آنے میں سال، ڈیڑھ سال لگ جاتا ہے۔ میری آپ سے submission ہے کہ جو rules and regulations کو amend کرنے کی کمیٹی ہے اس کی جلد ہی میٹنگ ہو تاکہ اس سسٹم کو ہم زیادہ بارآور اور fruitful بنا سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا یہ سوال 13۔دسمبر 2013 کو آیا تھا، 28۔فروری 2014 کو محکمے کے پاس گیا اور 2۔مارچ 2015 کو اس کا جواب آیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یعنی ایک سال کے بعد اس کا جواب آیا ہے۔ میری submission ہے کہ ہمیں اس سارے سسٹم کو regulate کرنا چاہئے اور آپ جلدی meeting regulate کریں۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے جو question raise کیا تھا کہ خواتین یونیورسٹی فی الحال گورنمنٹ صادق ڈگری کالج میں بنا دی گئی ہے جس پر انہوں نے کہا کہ یہ درست ہے۔ اس خواتین یونیورسٹی کو صادق ڈگری کالج برائے خواتین ریاض کالونی بہاولپور میں تین سال سے زائد ہو گئے ہیں۔ یہ اچھا اقدام ہے کہ یونیورسٹیاں بننی چاہئیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ٹائم ختم ہونے والا ہے ذرا جلدی کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ خواتین یونیورسٹی فی الحال صادق ڈگری کالج میں بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں فیسوں میں بھی کافی مسئلہ پیدا ہو گیا ہے جس کو میں چھوڑتا ہوں لیکن اس خواتین یونیورسٹی کے لئے گورنمنٹ علیحدہ سے جگہ کب designate کر رہی ہے، اس کی مجھے کوئی date بتا دیں کیونکہ تین سال سے اوپر ہو گئے ہیں یہ یونیورسٹی ایک کالج کے اندر گھسی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! اس کے لئے ابھی تک محکمے کے پاس کوئی پالیسی نہیں آئی اور اب HEC ہی اسے دیکھ رہا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محترمہ کا یہ جواب ٹھیک نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ HEC کا سسٹم curriculum سے regulate ہوتا ہے۔ جگہ کی allocation پنجاب حکومت کا کام ہے کیونکہ پنجاب حکومت نے ہی یہ یونیورسٹی بنائی ہے۔ مجھے صرف یہ بتادیں کہ کب تک اس یونیورسٹی کے لئے کوئی جگہ allocate کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! چونکہ سوالات کا ٹائم اب ختم ہو گیا ہے لہذا میں آپ کے سوال کو pending کر دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ محترمہ! آپ اس کا detail میں جواب دیں گی۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں ڈینز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2677: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں فیکلٹیز کے کتنے ڈینز ہیں، کتنے ڈینز کے پاس duel charge ہے؟

(ب) کیا یونیورسٹی کیلنڈر کے مطابق ہر ڈین کا متعلقہ فیکلٹی سے تعلق ہونا ضروری ہے؟

(ج) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کے چیئرمین /ڈائریکٹرز کی پوسٹوں پر فائز پروفیسرز نے 13۔2012میں کتنا معاوضہ /مراعات،الاؤنسزاوراعزازیہ اپنی اصل تنخواہ کے علاوہ وصول کیااور کیااس معاوضے کی اجازت یونیورسٹی کے مجازاداروں سے حاصل کی گئی تھی؟

(د) کیایہ درست ہے کہ یونیورسٹی کے بعض پروفیسر مختلف ذمہ داریوں کے بیک وقت الگ الگ معاوضے وصول کررہے ہیں؟

(ہ) کیایہ بھی درست ہے کہ لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں self financeکی بنیاد پر حاصل ہونے والی رقم سے ایک بڑی رقم وائس چانسلر اور رجسٹرار کو بھی ادا کی جاتی ہے،اگر درست ہے تو موجودہ وائس چانسلر اور رجسٹرار کو ہر سال کتنی رقم ادا کی گئی، تفصیل درکار ہےاوراس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں فیکلٹیز کے کل چار ڈینز/انچارج ہیں،ان ڈینز/ انچارج میں سے اکثر ریٹائر ہو چکے ہیں یابطور ڈینز/انچارج دو یا تین ٹرمز گزار چکے ہیں۔نیز ڈینز/انچارج کے لئے سفارشات ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو منظوری کے لئے بھجوادی گئی ہیں اور اس وقت جو فیکلٹیز کے انچارج ہیں ان کی تفصیل(1)Annexureایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں ڈینز کی تعیناتی لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور کےFirst Statutes appended with the scheduleof Amendment Act 2012کے(2) Clauseمیں دیئے گئے طریق کار کے مطابق ہوتی ہے۔اس کی تفصیل(II) Annexureایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نہیں۔

(د) نہیں۔

(ہ) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور میں تمام کلاسز میں داخلے میرٹ کی بنیاد پر کئے جاتے ہیں۔self financeکی بنیاد پر کوئی داخلہ نہیں کیا جاتا ہے۔

ڈی جی خان: گرلز کالجز کی عمارات سے متعلقہ تفصیلات

*3435: جناب احمد علی خان دریشک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع ڈی جی خان کے گرلز کالجز کو پچھلے پانچ سالوں کے دوران سالانہ کتنی گرانٹ کس کس مد میں فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کس کس بلڈنگ کی تعمیر کی گئی، ان کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کس کس کالج کی عمارت خستہ حال اور کس کی عمارت طالبات کی تعداد سے کم ہے، کتنے کمرہ جات کی مزید ضرورت ہے، کالج وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) ان کالجز کے مذکورہ مسائل کب تک حل کر دیئے جائیں گے ؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع ڈی جی خان کے گرلز کالجوں میں پچھلے پانچ سالوں میں ملنے والی گرانٹ کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پچھلے سالوں کے دوران مندرجہ ذیل کالجوں میں بننے والی عمارات اور ان پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	کالج کا نام	تعمیر شدہ عمارات	لاگت
1	گورنمنٹ کالج خواتین، ڈیرہ غازی خان	ملٹی پرپز ہال، 5 کلاس رومز اور فاطمہ جناح بلاک	13.367 ملین روپے (Capital)
2	گورنمنٹ کالج خواتین ماڈل ٹاؤن ڈیرہ غازی خان	ہاسٹل ملٹی پرپز ہال، پرنسپل رہائش اور کالج کنٹین	26.036 ملین روپے (Capital)
3	گورنمنٹ کالج خواتین کوٹ چھٹہ	نئی عمارت کی تعمیر	52.516 ملین روپے (Capital) 3.860 ملین روپے (Revenue)
4	گورنمنٹ کالج خواتین چوٹی زیریں	کوئی نہیں	
5	گورنمنٹ کالج خواتین تونسہ شریف	ملٹی پرپز ہال، لیکچر تھیٹر، فاطمہ جناح بلاک اور 3 کلاس رومز	8.000 ملین روپے (Capital)
6	گورنمنٹ کالج خواتین کوٹ قیصرانی	نئی تعمیر شدہ عمارت	64.744 ملین روپے (Capital) 2.680 ملین روپے (Revenue)

(ج) ضلع ڈی جی خان کے مندرجہ بالا کالجوں کی کوئی بھی عمارت خستہ حال نہیں تاہم ان کالجوں میں اضافی کلاس رومز اور دیگر missing facilities کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	کالج کا نام	اضافی ضروریات
1	گورنمنٹ کالج خواتین، ڈیرہ غازی خان	06 مزید کلاس روم کی تعمیر
2	گورنمنٹ کالج خواتین ماڈل ٹاؤن ڈیرہ غازی خان	06 مزید کلاس روم کی تعمیر
3	گورنمنٹ کالج خواتین کوٹ چھٹہ	کوئی نہیں
4	گورنمنٹ کالج خواتین چوٹی زیریں	04 اضافی کلاس رومز اور واش رومز
5	گورنمنٹ کالج خواتین تونسہ شریف	03 اضافی کلاس رومز
6	گورنمنٹ کالج خواتین کوٹ قیصرانی	کوئی نہیں

(د) جیسا کہ جز(ج) میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ چھ کالجز میں سے دو کالجز کی اضافی ضروریات نہیں ہیں باقی ماندہ کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو missing facilities کی ایک مجموعی سمری مورخہ 14۔11۔21 کو ارسال کی ہے جس میں گورنمنٹ کالج خواتین ماڈل ٹاؤن اور گورنمنٹ کالج خواتین چوٹی زیریں ڈی جی خان کی اضافی ضروریات کو شامل کر لیا گیا ہے۔مزید برآں گورنمنٹ کالج برائے خواتین ڈیرہ غازی خان، گورنمنٹ کالج خواتین تونسہ شریف کی اضافی ضروریات کا جائزہ لیا جارہا جن کی فراہمی کو جلد یقینی بنایا جائے گا۔

فیصل آباد: سرکاری و غیر سرکاری یونیورسٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3147: میاں طاہر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں کتنی سرکاری اور پرائیویٹ یونیورسٹیز قائم ہیں، ان کے نام بتائیں؟

(ب) یہ یونیورسٹیز کب کس قاعدہ اور قانون کے تحت قائم ہوئی تھیں؟

(ج) ان میں سے کتنی باقاعدہ حکومت سے منظور شدہ ہیں اور کتنی غیر قانونی کام کر رہی ہیں، غیر قانونی یونیورسٹیز کے نام بتائیں؟

(د) غیر قانونی یونیورسٹیز کے خلاف کارروائی کرنا اور ان کو بند کروانا کس کی ذمہ داری ہے؟

(ہ) ان کو کب تک بند کروا دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) فیصل آباد میں 2 سرکاری یونیورسٹیز اور ایک پرائیویٹ یونیورسٹی ہے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد
2۔ گورنمنٹ کالج فار وومن یونیورسٹی، فیصل آباد
3۔ دی یونیورسٹی آف فیصل آباد

(ب)

1۔ یونیورسٹی فیصل آباد آرڈیننس 2002 کے تحت قائم ہوئی۔
2۔ گورنمنٹ کالج فار وومن یونیورسٹی فیصل آباد، ایکٹ 2012 کے تحت قائم ہوئی۔
3۔ دی یونیورسٹی آف فیصل آباد آرڈیننس 2002 کے تحت قائم ہوئی۔

(ج) مندرجہ بالا تینوں یونیورسٹیز باقاعدہ حکومت سے منظور شدہ ہیں جبکہ کوئی بھی یونیورسٹی غیر قانونی طور پر کام نہیں کر رہی۔ اسی طرح بمطابق رپورٹ ڈائریکٹر (ایجوکیشن) کالجز، فیصل آباد، یونیورسٹی آف سرگودھا کے دو سب کیمپس پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت کام کر رہے ہیں جبکہ رفاہ یونیورسٹی اسلام آباد کا ایک کیمپس بھی فیصل آباد میں کام کر رہا ہے۔ ان تمام کیمپسز میں باقاعدہ کلاسز ہو رہی ہیں۔ تاہم متعلقہ یونیورسٹیز کی انتظامیہ نے recognition کے لئے ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد سے اجازت طلب کی ہے۔ خط ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) غیر قانونی یونیورسٹی کے خلاف کارروائی کرنا ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ آف دی پنجاب کی ذمہ داری ہے۔

(ہ) چونکہ کوئی بھی یونیورسٹی غیر قانونی طور پر کام نہیں کر رہی لہٰذا مذکورہ سوال غیر متعلقہ ہے۔

ضلع سرگودھا: چک 46 جنوبی میں بوائز و گرلز کالجز کے قیام کی تفصیلات

*3218: **چودھری فیصل فاروق چیمہ**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک 46 جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا ایک گنجان آباد علاقہ ہے اور اس علاقہ سے نزدیک ترین کالج بھی 30 کلو میٹر سے زائد کے فاصلہ پر واقع ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر حکومت اس علاقہ میں بوائز اور گرلز ڈگری کالجز کے قیام کی منظوری دے تو ارد گرد کے تمام علاقہ جات اس کالج سے مستفید ہو سکتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت مستقبل قریب میں چک 46 جنوبی میں گرلز اور بوائز ڈگری کالجز کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔ 46 جنوبی ایک چک ہے جو تحصیل سرگودھا میں واقع ہے۔ اس چک کی آبادی 8106 ہے۔ اس کی تمام یونین کونسل کی آبادی 23658 ہے۔ چک 46 جنوبی سے 10 کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ کالج برائے خواتین لالیاں، 11 کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ کالج برائے خواتین چک نمبر 36 جنوبی اور 20 کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ میاں محمد نواز شریف کالج سرگودھا واقع ہے۔

(ب) محکمہ اعلیٰ تعلیم کے منظور شدہ قواعد وضوابط کے مطابق 35ہزار آبادی والے علاقے میں نئے کالج کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے جبکہ چک نمبر 46 جنوبی کی آبادی صرف 8106 نفوس پر مشتمل ہے تاہم محکمہ اعلیٰ تعلیم اس تجویز کا جائزہ لے رہا ہے اگر اس علاقے میں نئے کالجز کی فراہمی کو ضروری سمجھا گیا تو ان کے قیام پر غور کیا جائے گا۔

(ج) وضاحت جز(ب) میں موجود ہے۔

ضلع ساہیوال کے بوائز و گرلز کالجز میں تعینات ٹیچرز کی تعداد و دیگر تفصیل

*3403: **جناب محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال کے بوائز و گرلز کالجز میں ٹیچنگ سٹاف کی کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے کس کس کالج میں خالی پڑی ہیں؟

(ب) درج بالا کالجز میں خالی اسامیوں پر تقرری نہ کرنے کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) ان کالجز میں خالی اسامیوں پر تعیناتیاں کب تک کر دی جائیں گی؟

(د) کتنے کالجز میں پرنسپل کی اسامیاں خالی ہیں، ان اسامیوں کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع ساہیوال میں تین بوائز اور تین گرلز کالجز میں تعینات ٹیچرز کی تعداد و دیگر تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ساہیوال کے بوائز و گرلز کالجز میں اساتذہ کی تعیناتی ہوتی رہتی ہے لیکن خالی اسامیاں کے لئے مطلوبہ گریڈ کے مقامی اساتذہ میسر نہ ہونے کی وجہ سے خالی رہتی ہیں اگر دور دراز کے علاقہ کے اساتذہ سے خالی اسامیاں پُر ہو بھی جائیں تو متعلقہ اساتذہ تبادلہ کروا کر چلے جاتے ہیں اور اسامیاں خالی ہو جاتی ہیں۔

(ج) پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں حکومت پنجاب ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اساتذہ کی تعیناتی گاہے بگاہے کرتا رہتا ہے۔

(د) ضلع ساہیوال کے تمام بوائز و گرلز کالجز میں پرنسپل کام کر رہے ہیں۔ ضلع ساہیوال میں پرنسپل کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

ضلع ساہیوال کے بوائز و گرلز کالجز کی عمارات سے متعلقہ تفصیلات

*3404:جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال میں کتنے بوائز و گرلز کالجز ہیں؟

(ب) درج بالا کالجز کی بلڈنگ کتنے کمروں پر مشتمل ہے تفصیل کالج وار بتائیں؟

(ج) ان کالجز میں مزید کتنے کمروں کی تعمیر ہونا ضروری ہے؟

(د) جن کالجز کی بلڈنگز پرانی اور خستہ حالت میں ہیں،ان کی تعمیر کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان کالجز میں مزید کمروں کی تعمیر کے لئے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع ساہیوال میں کل چھ کالجز ہیں جن میں سے تین بوائز اور تین گرلز کالجز ہیں،ان کے نام درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	کالج کا نام (بوائز)
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ساہیوال
2	گورنمنٹ امامیہ کالج ساہیوال
3	گورنمنٹ ڈگری کالج چیچہ وطنی

نمبر شمار	کالج کا نام (گرلز)
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین کالج روڈ،ساہیوال
2	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین،ہڑپہ
3	گورنمنٹ کریسنٹ کالج برائے خواتین،چیچہ وطنی

(ب) ضلع ساہیوال کے کالجوں میں کمروں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	کالج کا نام (بوائز)	کمروں کی تعداد
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ساہیوال	123
2	گورنمنٹ امامیہ کالج ساہیوال	31
3	گورنمنٹ ڈگری کالج چیچہ وطنی	48
نمبر شمار	کالج کا نام (گرلز)	کمروں کی تعداد
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین کالج روڈ،ساہیوال	56
2	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین،ہڑپہ	30
3	گورنمنٹ کریسنٹ کالج برائے خواتین،چیچہ وطنی	24

(ج) ضلع ساہیوال کے کالجوں میں کمروں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	کالج کا نام	نئے کمروں کی ضرورت
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ساہیوال	06
2	گورنمنٹ امامیہ کالج ساہیوال	03
3	گورنمنٹ ڈگری کالج چیچہ وطنی	08
4	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین کالج روڈ، ساہیوال	10
5	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ہڑپہ	08
6	گورنمنٹ کریسنٹ کالج برائے خواتین، چیچہ وطنی	ضرورت نہ ہے۔

(د) ضلع ساہیوال کے کسی بھی کالج کی عمارت خستہ حال نہ ہے۔

(ہ) محکمہ اعلیٰ تعلیم صوبہ بھر کے کالجز میں موجود ناکافی سہولیات کے اعداد و شمار اکٹھے کر رہا ہے اور اگلے مالی سال15۔2014 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ایکblock allocation کو شامل کیا گیا ہے جس کے تحت کالجز میں موجود ناکافی سہولیات کو پورا کیا جائے گا اور اس میں ضلع ساہیوال کے کالجز کو بھی شامل کیا جائے گا۔یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت محکمہ اعلیٰ تعلیم فنڈز فراہم نہیں کر رہا بلکہ اس طرح کے منصوبہ جات کے لئےblock allocation کو ہی استعمال میں لایا جاتا ہے۔

ڈی جی خان: گرلز کالجز کے نتائج، اسامیوں اور مسنگ فیسیلٹیز سے متعلقہ تفصیل

*3436: **جناب احمد علی خان دریشک:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ڈی جی خان میں کتنی یونیورسٹیاں ہیں، کیا حکومت یہاں آئندہ نئی یونیورسٹیاں بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ضلع کے گرلز کالجز میں اساتذہ کی کمی کے باعث ان کے سالانہ نتائج کی شرح میں بتدریج کمی ہو رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالجز کو فرنیچر، سائنس لیبارٹریز و دیگر missing facilities کا سامنا ہے، ان مسائل کو حکومت کب تک حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) ان گرلز کالجز میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں نیز یہ اسامیاں کن کن مضامین کی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) فی الوقت ضلع ڈی جی خان میں غازی یونیورسٹی، ڈی جی خان کام کر رہی ہے۔ حکومت فی الحال یہاں کوئی نئی یونیورسٹی بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

(ب) یہ درست نہ ہے اساتذہ کی کمی کو CTI کی تقرری سے پورا کیا جاتا ہے مزید برآں ڈائریکٹر کالجز ڈی جی خان کی رپورٹ کے مطابق نتائج کی شرح میں کمی نہ ہوئی ہے۔ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت کو فرنیچر اور missing facilities کی فہرست مہیا کر دی گئی ہے۔

(د) ضلع ڈی جی خان میں کل چھ گرلز کالجز ہیں۔ ان کالجز میں منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 150 ہے اور ان میں سے 105 اسامیاں پر ہیں اور باقی 45 اسامیاں خالی ہیں۔ ان کالجز کے نام اور اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

گورنمنٹ کالج فار وومن چوٹی زیریں، ڈی جی خان

کل اسامیاں	ورکنگ	خالی
20	11	9

گورنمنٹ کالج فار وومن، ڈی جی خان

کل اسامیاں	ورکنگ	خالی
63	55	08

گورنمنٹ کالج فار وومن ماڈل ٹاؤن، ڈی جی خان

کل اسامیاں	ورکنگ	خالی
25	21	4

گورنمنٹ کالج فار وومن، کوٹ چھٹہ، ڈی جی خان

کل اسامیاں	ورکنگ	خالی
10	6	4

گورنمنٹ کالج فار وومن تونسہ، ڈی جی خان

کل اسامیاں	ورکنگ	خالی
22	11	11

گورنمنٹ ڈگری کالج فار وومن کوٹ قیصرانی، ڈی جی خان

کل اسامیاں	ورکنگ	خالی
10	1	9

پی پی۔243ڈی جی خان: بوائز و گرلز کالجز میں خالی اسامیوں کی تعداد و تفصیل

*3437: جناب احمد علی خان دریشک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔243ڈی جی خان میں کتنے ڈگری کالجز بوائز و گرلز ہیں؟

(ب) ان کالجز میں کون کون سے مضامین کے اساتذہ کی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں، کالجز وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا ان خالی اسامیوں کے باعث طلباء وطالبات کی پڑھائی کا حرج نہیں ہو رہا؟

(د) ان سالہا سال سے خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔243ڈیرہ غازی خان کا حلقہ حالیہ انتخابات2013 میں تشکیل دیا گیا ہے۔ یہ حلقہ شہر ڈیرہ غازی خان سے ملحقہ دیہاتی علاقوں پر مشتمل ہے لہذا طلباء طالبات بآسانی شہر ڈیرہ غازی خان کے کالجوں میں پہنچ جاتے ہیں اس وقت حلقہ میں کوئی ڈگری بوائز و گرلز کالج نہیں ہے۔ البتہ دو کالجز برہانہ کالج اور سرور والی کالج کی feasibility reports>کام بالا کو ارسال کی جاچکی ہیں۔

(ب) چونکہ اس حلقہ میں کوئی کالج نہ ہے لہذا خالی اسامیوں کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے۔

(ج) جواب اوپر جز(الف) میں موجود ہے۔

(د) جواب اوپر جز(الف) میں موجود ہے۔

ساہیوال میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے کیمپس سے متعلقہ تفصیلات

*3582: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال شہر میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کا کیمپس کام کر رہا ہے؟

(ب) یہ کیمپس کب سے یہاں پر کام کر رہا ہے اور اس کے قیام کے مقاصد کیا ہیں؟

(ج) اس وقت اس کیمپس میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کلاس وار کتنی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ کیمپس جس مقصد کے لئے قائم کیا گیا تھا وہ مقاصد حاصل نہیں ہو رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس کیمپس کی جگہ ساہیوال میں خود مختار یونیورسٹی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں!

(ب) ساہیوال کیمپس کا قیام جناب گورنر پنجاب / چانسلر بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے حکم سے 2004 میں ہوا۔اس کا مقصد اس علاقہ کے لوگوں کو اعلیٰ تعلیم کی مساوی سہولت ان کے گھر کے دروازے پر فراہم کرنا ہے۔

(ج) اس وقت سب کیمپس ساہیوال میں مختلف کلاسز میں 956 طلباء زیر تعلیم ہیں اور اساتذہ کی کل تعداد 23 ہے جن میں 10 پی ایچ ڈی اساتذہ ہیں اور 18 اساتذہ پی ایچ ڈی کرنے بیرون ملک گئے ہوئے ہیں جو اگلے چھ ماہ میں اپنی پی ایچ ڈی مکمل کر کے سب کیمپس ساہیوال جوائن کر لیں گے۔

مختلف کلاسز میں طلباء کی تعداد:

بی بی اے (صبح کی کلاسز):	190
بی بی اے (شام کی کلاسز):	86
ایم بی اے (صبح کی کلاسز):	150
ایم بی اے (شام کی کلاسز):	150
ایم اے انگلش:	106
ایم ایس سی اکنامکس (صبح کی کلاسز):	97
ایم ایس سی اکنامکس (شام کی کلاسز):	17
ایم ایس سی اپلائیڈ سائیکالوجی (صبح کی کلاسز):	101
ایم ایس سی اپلائیڈ سائیکالوجی (شام کی کلاسز):	59

(د) کیمپس جس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا وہ مقاصد پورے کر رہا ہے۔اس وقت 956 طلباء و طالبات مختلف مضامین میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(ہ) یہ درست ہے کہ حکومت ساہیوال میں ایک خود مختار یونیورسٹی کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے، جس کے لئے ابتدائی جائزہ لیا جا رہا ہے۔

ساہیوال ڈویژن کی حدود میں سرکاری کالجز سے متعلقہ تفصیلات

*3583: **محترمہ نبیلہ حاکم علی خان:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ساہیوال ڈویژن میں کتنے گرلز و بوائز کالجز ہیں؟

(ب) ان کالجوں سے اندازاً سالانہ کتنے طالب علم فارغ التعلیم ہوتے ہیں؟

(ج) ان کالجوں میں زیر تعلیم طالب علم کس کس یونیورسٹی سے امتحان دینے کے مجاز ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال ڈویژن میں اس وقت کوئی خود مختار یونیورسٹی کام نہیں کر رہی جبکہ صوبہ کی بقایا تمام ڈویژن میں خود مختار یونیورسٹیاں چل رہی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ساہیوال ڈویژن میں بھی ساہیوال یونیورسٹی کے نام سے نئی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ساہیوال ڈویژن میں اس وقت 24 کالجز کام کر رہے ہیں جن میں 12 کالجز بوائز اور 12 گرلز کالجز ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔ ضلع ساہیوال میں کالجز کی تعداد 06 ہے جن میں سے 03 بوائز اور 03 گرلز کالجز ہیں۔

2۔ ضلع پاکپتن میں کالجز کی تعداد 04 ہے جن میں سے 02 بوائز اور 02 گرلز کالجز ہیں۔

3۔ ضلع اوکاڑہ میں کالجز کی تعداد 14 ہے جن میں سے 07 بوائز اور 07 گرلز کالجز ہیں۔

(ب) ان کالجوں سے اندازاً سالانہ 5996 طالب علم فارغ التعلیم ہوتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

انٹرمیڈیٹ: 4287 ڈگری: 1496 ماسٹر: 213

جن کی کالج وار تفصیل (Flag-I) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع ساہیوال اور پاکپتن کے طلباء و طالبات بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں امتحان دینے کے مجاز ہیں اور ضلع اوکاڑہ کے طلباء و طالبات پنجاب یونیورسٹی لاہور میں امتحان دینے کے مجاز ہیں۔

1۔ ضلع ساہیوال کے تمام کالجز Affiliated with BZU Multan

I۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، ساہیوال

II۔ گورنمنٹ امامیہ کالج، ساہیوال

III۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، چیچہ وطنی

IV۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، ساہیوال

V۔ گورنمنٹ کریسنٹ کالج برائے خواتین، چیچہ وطنی

VI۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین، ہڑپہ

2۔ضلع پاکپتن کے تمام کالجز Affiliated with BZU Multan

I۔ گورنمنٹ فریدیہ پوسٹ گریجویٹ کالج، پاکپتن
II۔ گورنمنٹ کالج، عارف والا
III۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین، پاکپتن
IV۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین، عارف والا

3۔ضلع اوکاڑہ کے تمام کالجز Affiliated with Punjab University Lahore

I۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، اوکاڑہ
II۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، دیپالپور
III۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، بصیرپور
IV۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، حویلی لکھا
V۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، حجرہ شاہ مقیم
VI۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، رینالہ خورد
VII۔ گورنمنٹ ڈگری کالج، گوگیرہ
VIII۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، اوکاڑہ
IX۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، ساؤتھ سٹی اوکاڑہ
X۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، دیپالپور
XI۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، بصیرپور
XII۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، حویلی لکھا
XIII۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، حجرہ شاہ مقیم
XIV۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، رینالہ خورد

(د) یہ درست ہے کہ ساہیوال ڈویژن میں اس وقت کوئی خود مختار یونیورسٹی کام نہیں کر رہی بلکہ اس وقت ساہیوال میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کا sub campus کام کر رہا ہے اور جس میں ایم اے انگلش، ایم ایس سی سائیکالوجی، ایم ایس سی اکنامکس، ایم بی اے اور بی بی اے کی کلاسز ہو رہی ہیں۔

(ہ) جی ہاں! ساہیوال ڈویژن میں گورنمنٹ کالج ساہیوال یونیورسٹی کے قیام کی سکیم ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں under process ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کے ہاسٹلز سے متعلقہ تفصیلات

*3730: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں ایچ ای سی کے تعاون سے تعمیر کئے گئے فارن فیکلٹی ہاسٹل کو کمرشل کیا گیا ہے جہاں پر کوئی بھی قیام کر سکتا ہے؟

(ب) کیا یونیورسٹی میں کوئی گیسٹ ہاؤس بنایا گیا ہے جس میں باہر سے آکر کوئی بھی قیام کر سکتا ہے؟

(ج) یونیورسٹی فارن فیکلٹی اور گیسٹ ہاؤس میں مہیا کی جانے والی سہولیات اور اس کے چارجز کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس وقت فارن فیکلٹی ہاسٹل اور گیسٹ ہاؤس میں کون قیام پذیر ہے اور کتنا کرایہ ادا کر رہے ہیں اگر نہیں تو کیا یہ بند ہیں۔ گزشتہ سال کے اس کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ہ) یونیورسٹی میں کتنے ہاسٹل ہیں، ان کی کتنی گنجائش ہے اور ان میں کتنی طالبات اس وقت قیام پذیر ہیں؟

(و) یونیورسٹی ہاسٹل چارجز کی مد میں فی طالبہ کتنی فیس وصول کر رہی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور کے فارن فیکلٹی ہاسٹل کو کمرشلائز کیا گیا ہے اور نہ ہی یونیورسٹی کا ایسا کوئی ارادہ ہے اور یہ بات بھی درست نہیں ہے کہ یہاں آکر کوئی بھی قیام کر سکتا ہے۔ اس ہاسٹل میں دیگر یونیورسٹیوں کی درخواست پر ان کے بھیجے گئے ماہرین تعلیم کو انٹرنیشنل کانفرنسز، ٹریننگ سیشنز، تعلیمی ورکشاپس کے لئے ٹھہرایا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ ایچ ای سی کی درخواست پر ان کے بھیجے گئے آفیشلز، تعلیمی ماہرین کو بھی تعلیمی مقاصد کے لئے ٹھہرایا جاتا ہے۔

(ب) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور میں موجود وی سی ہاؤس کو سنڈیکیٹ کی منظوری سے گیسٹ ہاؤس میں تبدیل کیا گیا ہے اور یہ بات درست نہیں ہے کہ یہاں کوئی بھی آکر قیام کر سکتا ہے۔ اس میں دیگر یونیورسٹیوں کی درخواست پر ان کے بھیجے گئے ماہرین تعلیم کو انٹرنیشنل کانفرنسز، ٹریننگ سیشنز، تعلیمی ورکشاپس کے لئے ٹھہرایا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ ایچ ای سی کی درخواست پر ان کے بھیجے گئے آفیشلز اور تعلیمی ماہرین کو بھی تعلیمی مقاصد کے لئے ٹھہرایا جاتا ہے۔

(ج) یونیورسٹی فارن فیکلٹی ہاسٹل اور گیسٹ ہاؤس میں تمام بنیادی اور ضروری سہولیات میسر ہیں۔ دیگر تعلیمی ادارے اپنے بھیجے گئے ماہرین تعلیم اور ایچ ای سی اپنے بھیجے گئے آفیشلز اور تعلیمی ماہرین کا ایک رات کا1600روپے بشمول ٹیکس فی کس ادا کرتے ہیں۔

(د) اس وقت یونیورسٹی فارن فیکلٹی ہاسٹل اور گیسٹ ہاؤس میں کوئی بھی قیام پذیر نہیں ہے۔ یونیورسٹی فارن فیکلٹی ہاسٹل اور گیسٹ ہاؤس کے گزشتہ سال کے کل اخراجات 2,10,000/-روپے اور کل آمدن 8,38,930/-روپے تھی۔

(ہ) یونیورسٹی میں اس وقت تین ہاسٹل ہیں ان کی گنجائش اور قیام پذیر طالبات کی تعداد تفصیل (Flag-I)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) یونیورسٹی ہاسٹل کے چار جز کی مد میں قیام پذیر طالبات سے جو رقم وصول کی جاتی ہے اس کی تفصیل(Flag-II)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کی کنٹین و دکانوں سے متعلقہ تفصیلات

*3731: **محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں کنٹینز/دکانوں کی تعداد کیا ہے اور ان کے لئے کتنی جگہ مختص کی گئی ہے؟

(ب) کیا یونیورسٹی کنٹینز/دکانوں کا ٹینڈر ہوتا ہے اگر ہوتا ہے تو کب سے شروع کیا گیا اور اگر نہیں تو کیوں نہیں ہوتا۔ یونیورسٹی کنٹینز/دکانوں کا ٹھیکہ کتنے سال کے لئے دیا جاتا ہے اور ٹھیکہ دینے کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) یونیورسٹی کنٹینز/دکانوں کا اس وقت ٹھیکہ کس کے پاس کتنے عرصہ سے ہے اور کس طریقہ سے دیا گیا؟

(د) یونیورسٹی کنٹینز/دکانوں کے ٹھیکہ کی مد میں کتنی رقم وصول کی جارہی ہے نیز ٹھیکہ کی رقم کا تعین (ماہانہ یا سالانہ) کس فارمولا کے تحت کیا جاتا ہے؟

(ہ) یونیورسٹی کنٹینز/دکانوں کے یوٹیلٹی بلز کی وصولی کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں کنٹینز/ دکانوں کی تعداد پانچ ہے اور جگہ رقبہ 6530sq.ft ہے۔

(ب) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی خواتین کا ادارہ ہے جس کی وجہ سے پرانے بااعتماد ٹھیکیداران/ بولی دہندگان کو ٹھیکہ دیا جاتا ہے تاکہ نئے ٹینڈرز کی صورت میں نامناسب کردار کے اشخاص اور ناپسندیدہ واقعات سے بچا جا سکے لہذا پرانے کنٹینز/دکانوں کے ٹھیکیداران کو ایک سال کی بنیاد پر ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور اس ٹھیکے کی مد میں ہر سال10 فیصد اضافہ کیا جاتا ہے۔

(ج) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں کنٹینز/ دکانوں کا ٹھیکہ مندرجہ ذیل ٹھیکیداران:

1۔ جاوید صدیق 2۔ محمد منیر

3۔ محمد ندیم 4۔ صابر علی طور

5۔ ہوم اکنامکس ڈیپارٹمنٹ لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کو دیا گیا ہے۔ گزشتہ عرصہ دراز سے انہی بااعتماد اور تسلی بخش کردار کے مالک حضرات کو ٹھیکہ دیا جارہا ہے جس میں سالانہ 10 فیصد اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

(د) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی میں کنٹینز/ دکانوں کے ٹھیکہ داران سے ماہانہ کی بنیاد پر رقم وصول کی جاتی ہے جس کی سالانہ ٹوٹل رقم-/1854276 روپے ہے۔

(ہ) لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کنٹینز/ دکانوں کے یوٹیلٹی بلز بنک چالان کی صورت میں ماہانہ وصول کئے جاتے ہیں۔

گورنمنٹ ڈگری کالج شورکوٹ سے متعلقہ تفصیلات

*3793: جناب خالد غنی چودھری: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج شورکوٹ کی بلڈنگ کو 2002 میں ناقص ڈکلیئر کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج کی بلڈنگ، چار دیواری، missing facilities کی وجہ سے طلباء کی تعداد بہت کم ہو چکی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک بلڈنگ، چار دیواری اورmissing facilitiesدینے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج شورکوٹ کی بلڈنگ کو2001میں dangerous ڈکلیئر کیا گیا تھا۔

(ب) درست نہ ہے تاہم طلباء کی تعداد میں اضافہ نہیں ہورہااوراس وقت کالج ہذامیں 797طلباء زیر تعلیم ہیں۔

(ج) کالج کی نئی عمارت کی تعمیر کے لئے ترقیاتی منصوبہ جس کی مالیت 97.930 ملین روپے ہے منظور ہو چکا ہےاوراس منصوبہ کواگلے مالی سال15-2014کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا گیا ہےاور25 ملین روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز محکمہ پلاننگ اینڈڈویلپمنٹ کو بھیج دی گئی ہے عمارت کی تعمیر اگلے مالی سال میں شروع ہو جائے گی۔

فیصل آباد: چک جھمرہ میں ڈگری کالجز سے متعلقہ تفصیلات

*3862:جناب آزاد علی تبسم:کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چک جھمرہ ضلع فیصل آباد میں کتنے ڈگری کالجز(بوائز/گرلز)ہیں؟

(ب) ان کالجز میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں،کالجزوار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنی اساتذہ اور دوسرے سٹاف کی اسامیاں کس کس مضمون کی کب سے خالی ہیں،کالجزوار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) گورنمنٹ کب تک ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) چک جھمرہ ضلع فیصل آباد میں2ڈگری کالجز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز چک جھمرہ، ضلع فیصل آباد

2) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چک جھمرہ، ضلع فیصل آباد

(ب) چک جھمرہ کے کالجز میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز چک جھمرہ ضلع فیصل آباد کے لئے اساتذہ کی 22 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے 11 کا بجٹ جاری ہو چکا ہے مگر 11 کا بجٹ ابھی جاری نہیں ہوا۔

2) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چک جھمرہ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 11 ہے جن کی مضمون وار تفصیل جاری ہو چکی ہے مزید 11 اسامیوں کی منظوری دی جا چکی ہے۔ جن کے لئے مضامین وار تفصیل ابھی موصول نہیں ہوئی۔

(ج)

1) گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز چک جھمرہ ضلع فیصل آباد میں اساتذہ کی 22 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے 11 کا بجٹ جاری ہو چکا ہے اور ان میں سے 6 اسامیوں پر اساتذہ کام کر رہے ہیں دیگر خالی اسامیوں پر CTIs کو بھرتی کیا گیا ہے جو تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	مضمون	سکیل گریڈ	تاریخ
1	اردو	17	24-09-2013
2	پولیٹیکل سائنس	17	24-09-213
3	بیالوجی	17	24-09-2013
4	کامرس	17	24-09-2013
5	کمپیوٹر سائنس	17	ابھی بجٹ جاری نہیں ہوا
6	ایجوکیشن	17	ابھی بجٹ جاری نہیں ہوا
7	جغرافیہ	17	ابھی بجٹ جاری نہیں ہوا
8	اسلامیات	17	ابھی بجٹ جاری نہیں ہوا
9	میتھ	17	ابھی بجٹ جاری نہیں ہوا
10	فارسی	17	ابھی بجٹ جاری نہیں ہوا
11	فزیکل ایجوکیشن	17	ابھی بجٹ جاری نہیں ہوا
12	فزکس	17	ابھی بجٹ جاری نہیں ہوا
13	کیمسٹری	17	ابھی بجٹ جاری نہیں ہوا
14	لائبریرین	17	ابھی بجٹ جاری نہیں ہوا
15	باٹنی	18	ابھی بجٹ جاری نہیں ہوا
16	میتھ	18	ابھی بجٹ جاری نہیں ہوا

2) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چک جھمرہ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گیارہ ہے جن میں سے آٹھ پر اساتذہ کام کر رہی ہیں۔ خالی اسامیوں کی تفصیل اس طرح ہے:

نمبر شمار	مضمون	سکیل گریڈ	تاریخ
1	اسلامیات	17	12-07-2010
2	پولیٹیکل سائنس	17	19-06-2014
3	انگلش	18	12-07-2012

خالی اسامیوں پر محکمہ تعلیم کی ہدایت کے مطابق CTIs کو بھرتی کیا گیا ہے جو تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ دیگر گیارہ اسامیوں کی مضمون وار تفصیل ابھی تک جاری نہیں ہو سکی۔

(د) ان خالی اسامیوں پر حکومت پنجاب کی ہدایت کے مطابق بھرتیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی جاتی ہیں تاہم اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے محکمہ تعلیم نے CTIs بھرتی کرنے کی پالیسی جاری کی ہوئی ہے جس کے تحت CTIs تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں جس سے کالجز میں اساتذہ کی کمی کا مسئلہ درپیش نہیں ہے۔

ملتان: بوائز اور گرلز کالجز سے متعلقہ تفصیلات

*3883: **ملک محمد علی کھوکھر**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان کی حدود میں کتنے بوائز و گرلز کالجز اور یونیورسٹیاں ہیں ان کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) مذکورہ بالا اداروں کی تعداد میں موجودہ آبادی کے مطابق اضافہ کیوں نہیں کیا جا رہا؟

(ج) کیا حکومت اس شہر میں مزید کالجز اور یونیورسٹی سرکاری طور پر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ملتان کی حدود میں مندرجہ ذیل پانچ یونیورسٹیاں قائم ہیں:

1۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان
2۔ محمد نواز شریف یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ملتان
3۔ دی وومن یونیورسٹی، ملتان
4۔ محمد نواز شریف ایگریکلچر یونیورسٹی، ملتان
5۔ انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب، ملتان (پرائیویٹ)

(ب) آبادی کے لحاظ سے ملتان کی حدود میں مندرجہ بالا یونیورسٹیوں کی تعداد کافی ہے۔

(ج) حکومت فی الحال ملتان شہر میں نئی یونیورسٹی بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ آبادی کے لحاظ سے مذکورہ بالا شہر میں قائم شدہ یونیورسٹیوں کی تعداد کافی ہے۔

قصور: کنگن پور میں طالبات کے ڈگری کالج کی بلڈنگ سے متعلقہ تفصیلات

*3897: **سردار وقاص حسن مؤکل:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کنگن پور میں طالبات کے لئے الگ ڈگری کالج کی بلڈنگ تعمیر کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا ڈگری کالج کی تعمیر مکمل ہونے کے باوجود کلاسوں کا آغاز نہیں کیا جارہا، اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) حکومت مقامی طالبات کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے کب تک اس نئے تعمیر شدہ کالج میں کلاسیں شروع کردے گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ گورنمنٹ چندو بیگم ڈگری کالج فار وومن کنگن پور قصور کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔ مزید برآں محکمہ اعلیٰ تعلیم نے کالج کی بلڈنگ کی تکمیل کے بعد کالج کے قیام کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ گورنمنٹ چندو بیگم ڈگری کالج فار وومن کنگن پور قصور کے قیام کے بعد کالج میں باقاعدہ کلاسز کا اجراء کر دیا گیا ہے۔ کالج میں 13 اساتذہ (CTIs) طلباء کی راہنمائی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اس سال کالج میں طلباء کی تعداد 104 ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ مذکورہ کالج میں 104 طلباء مختلف کلاسز میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین سے متعلقہ تفصیلات

*3967: **جناب محمد نعیم انور:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر حلقہ پی پی۔284 میں گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کے قیام کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے، طالبات کی تعداد کتنی ہے، کتنی لیکچرارز تعینات کی گئی ہیں ان میں کتنی مستقل اور کتنی عارضی بنیاد پر دس ہزار روپے ماہانہ پر کام کر رہی ہیں؟

(ب) کتنی اسامیاں لیکچرارز کی کتنے عرصے سے خالی ہیں۔ حکومت ان اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ کالج میں ایم اے کلاسز کے اجراء کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کے قیام کو 32 سال ہو چکے ہیں:

طالبات کی تعداد 913 ہے۔

کل منظور شدہ پوسٹیں 22 ہیں۔

09 لیکچرار تعینات ہیں جو تمام مستقل ہیں۔

بارہ سی ٹی آئز (CTIs) مورخہ یکم اکتوبر 2013 تا 31-05-2014 تک مبلغ -/15000 ہزار روپے ماہانہ پر عارضی طور پر تعینات کی گئی تھیں۔

(ب) 13 اسامیاں تقریباً عرصہ پانچ سال سے خالی ہیں اور حکومت جلد از جلد ان اسامیوں کو پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر یا بذریعہ ٹرانسفر پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) حکومت مذکورہ کالج میں ایم اے اور ایم ایس سی کلاسز کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے اس ضمن میں پرنسپل کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ ضروری دستاویزات محکمہ ہذا کو ارسال کر دے۔

ضلع راجن پور میں سرکاری کالجز سے متعلقہ تفصیلات

*4360: **سردار علی رضا خان دریشک:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راجن پور میں کل کتنے سرکاری انٹر اور ڈگری (بوائز اور گرلز) کالجز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ہر کالج میں کلاس وار طلباء وطالبات کی تعداد بتائی جائے نیز سال 2013 اور 2014 میں سالانہ نتائج کی شرح کیا ہے سٹینڈرڈ وار بتائی جائے؟

(ج) ان کالجز میں اساتذہ کی تعداد کالج وار بتائی جائے۔ ان اساتذہ کی حاضری کی شرح کیا ہے؟

(د) سال14۔2013میں کتنے اساتذہ کے تبادلے ہوئے،ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) ان کالجز میں منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی ہیں اب تک خالی رہنے کی کیا وجوہات ہیں، کیا حکومت خالی اسامیوں پُر بھرتی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں،اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع راجن پور میں درج ذیل ڈگری کالجز موجود ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:
ضلع راجن پور میں کل دو پوسٹ گریجویٹ، دو ڈگری مردانہ اور پانچ ڈگری زنانہ کالج کام کر رہے ہیں۔

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج راجن پور، انڈس روڈ راجن پور
2۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جام پور، انڈس روڈ جام پور
3۔ گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز روجھان زاہد روڈ روجھان
4۔ گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز فاضل پور حاجی پور روڈ فاضل پور
5۔ گورنمنٹ ڈگری کالج (خواتین) راجن پور فتح پور روڈ راجن پور
6۔ گورنمنٹ ڈگری کالج (خواتین) جام پور نزد اسپورٹس سٹیڈیم جام پور
7۔ گورنمنٹ ڈگری کالج (خواتین) فاضل پور نزد امام بارگاہ جعفریہ فاضل پور
8۔ گورنمنٹ ڈگری کالج (خواتین) کوٹ مٹھن نزد اسپورٹس سٹیڈیم کوٹ مٹھن
9۔ گورنمنٹ ڈگری کالج (خواتین) داجل اندرون شہر داجل

(ب) کالج وار مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کالج وار مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ بھر میں پرائیویٹ یونیورسٹیوں سے متعلقہ تفصیلات

*4440: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں کتنی پرائیویٹ یونیورسٹیاں قائم ہیں؟

(ب) کیا سب نے چارٹر حاصل کیا ہوا ہے اگر ہاں تو کیا وہ چارٹر کے مطابق ہی بچوں کو تعلیم دے رہی ہیں اور اسی کے مطابق ہی فیسیں وصول کر رہی ہیں؟

(ج) کیا چارٹر میں کہیں درج ہے کہ یونیورسٹی انتظامیہ چار چار ماہ یا سال کی ایڈوانس فیس لے گی اگر ایسا درج نہیں تو پھر ایسا کیوں ہو رہا ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟

(د) جو پرائیویٹ یونیورسٹیاں چارٹر کے برعکس کام کر رہی ہیں، کیا حکومت نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی، اگر ہاں تو گزشتہ چار سال کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) صوبہ بھر میں ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت بننے والی پرائیویٹ یونیورسٹیز کی تعداد 24 ہے۔(Flag-A)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) جی ہاں! مندرجہ بالا تمام 24 ادارے / یونیورسٹیز چارٹر کی منظوری کے بعد کام کر رہی ہیں۔ چارٹر کے مطابق ہی تعلیم دے رہی ہیں اور اسی کے تحت بورڈ آف گورنرز کی متعین اور منظور کردہ فیسیں وصول کر رہی ہیں جبکہ بورڈ آف گورنرز میں فنانس ڈیپارٹمنٹ، ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد اور پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کے نمائندے شامل ہیں۔

(ج) یونیورسٹی میں فیس سمسٹر وار وصول کی جاتی ہے جو کہ عموماً چار سے چھ کا ہوتا ہے چارٹر میں فیسوں کا تعین نہیں کیا جاتا بلکہ بورڈ آف گورنرز کی متعین اور منظور کردہ فیسیں ہی وصول کی جاتی ہیں جبکہ بورڈ آف گورنرز میں فنانس ڈیپارٹمنٹ، ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد اور پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کے نمائندے شامل ہیں۔

(د) تمام پرائیویٹ ادارے / یونیورسٹیز بالعموم چارٹر کے دائرہ کار کے اندر رہ کر کام کر رہی ہیں۔ کسی بھی خلاف ورزی کی صورت میں ہائر ایجوکیشن کمیشن، اسلام آباد، پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن اور ہائر کمیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب کسی بھی یونیورسٹی کے خلاف کارروائی کرنے کے مجاز ہیں۔

راولپنڈی: یو ای ٹی ٹیکسلا میں ٹیچنگ کیڈرز میں بھرتیوں سے متعلقہ تفصیلات

*4471: محترمہ ظل ہما: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا راولپنڈی میں یکم جنوری2010 سے آج تک کتنے ٹیچنگ کیڈر کے ملازمین کو بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتاجات کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیاان کو باقاعدہ رولز / پالیسی کے مطابق بھرتی کیا گیا ہے؟

(ج) کیامذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا؟

(د) کیاان کو بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی بنائی گئی تھی؟

(ہ) کیاان کی بھرتی کی approval سنڈیکیٹ سے لی گئی ہے اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا راولپنڈی میں یکم جنوری2010 سے آج تک ٹیچنگ کیڈر کے ملازمین کی لسٹ ضمیمہ (الف)) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں!ان کو باقاعدہ رولز / پالیسی کے مطابق بھرتی کیا گیاہے۔

(ج) جی ہاں!مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا۔

(د) جی ہاں! سلیکشن بورڈ کے ذریعے ان کو بھرتی کیا گیا تھا۔

(ہ) جی ہاں!ان کی بھرتی کی approval سنڈیکیٹ سے لی گئی تھی۔

راولپنڈی:یوای ٹی ٹیکسلا کی توسیع کے لئے رقبہ خریدنے سے متعلقہ تفصیلات

*4472: **محترمہ ظل ہما:** کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا راولپنڈی کی توسیع کب کی گئی تھی، اس توسیع کے وقت کتنا رقبہ حاصل کیا گیا تھا؟

(ب) جن مالکان اراضی سے یہ رقبہ حاصل کیا گیا تھاان کے نام،پتاجات اور رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) کیا جن مالکان اراضی سے رقبہ حاصل کیا گیا تھاان کو رقبہ کا معاوضہ ادا کر دیا گیا ہے اگر ہاں تو جن کو معاوضہ کی ادائیگی کی گئی ہے ان کے نام،پتاجات اور رقبہ مع رقم کی تفصیل بتائیں؟

(د) جن مالکان اراضی کو ابھی تک رقبہ کا معاوضہ نہیں ادا کیا گیاان کے نام وپتاجات اور رقم مع رقبہ کی تفصیل اور معاوضہ کی ادائیگی نہ کرنے کی وجوہات بتائیں نیزان کو کب تک ادائیگی کر دی جائے گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سال2002 میں گورنمنٹ پنجاب / چانسلر کی ہدایت پر یونیورسٹی ہذا کی توسیع کی گئی۔ توسیع کے دوران یونیورسٹی نے رقبہ تعدادی 397 کنال واقع موضع گانگو بہادر، تحصیل ٹیکسلا، ضلع راولپنڈی برائے داخلی راستہ و توسیع خریدا۔

(ب) 953 مالکان اراضی سے رقبہ خریدا گیا جن کی تفصیل 1000 صفحات پر مشتمل ہے۔ اگر ضروری سمجھا گیا تو بھیجی جا سکتی ہے۔

(ج) 953 مالکان اراضی سے درج ذیل ریٹ کے مطابق لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کے ذریعے مندرجہ ذیل قیمت پر 397 کنال خریدا گیا۔

1۔ نہری زمین -/30500 فی کنال
2۔ چاہی زمین -/96500 فی کنال
3۔ میرا زمین -/62000 فی کنال
4۔ بنجر قدیم زمین -/54500 فی کنال
5۔ غیر ممکن زمین -/12500 فی کنال

1۔ قیمت برائے ٹوٹل پیمائش شدہ 397 کنال اراضی -/27,746,675
2۔ 15 فیصد کمپلسری ایکوزیشن چارجز -/4,121,151

(Qubz-ul-Wasool ریکارڈ جو کہ تقریباً 1000 صفحات پر مشتمل ہے اگر ضروری سمجھا جائے تو بھیجا جا سکتا ہے)

(د) اراضی مالکان نے سینئر سول جج راولپنڈی کی عدالت میں حاصل شدہ اراضی کی قیمت بڑھانے کے لئے بارہ عدد ریفرنس دائر کر دیئے جس میں صوبہ پنجاب، ڈسٹرکٹ کلکٹر، لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کے علاوہ یونیورسٹی ہذا کو بھی فریق مقدمہ بنایا گیا۔ محکمہ مال کے لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کے خلاف استدعا کی گئی کہ اس نے حاصل شدہ اراضی کی قیمت کا تعین کم کیا ہے لہذا حاصل شدہ اراضی کی مارکیٹ کے مطابق قیمت دی جائے۔

محترم سینئر سول جج راولپنڈی کی عدالت کے فیصلوں کی تفصیل:

"Decision dated 24-07-2008 vide which references titled "Ghulam Haider & others vs LAC others" and Ghulam Sarwar & others vs LAC others" were decided, respectively. The SCJ in both these decisions directed the LAC to award compensation to the petitioners at the

rate of Rs.12,000/- per Marla for residential and Rs.25,000/- per Marla for commercial land along with 15% interest.

Decision dated 03-12-2007 vide which reference titled "Mushtaq & others vs Province of Punjab & others" was accepted and SCJ directed LAC to pay compensation at the rate of Rs.300,000/- per Kanal along with 15% interest as well as Rs. 100,000/- as compensation for the trees.

Decisions dated 07-09-2010, vide which nine (9) references have been accepted. The SCJ enhanced the compensation directing the LAC to pay the petitioners at the rate of Rs. 16,500/- per Marla for all kinds of land along with 15% compulsory acquisition charges and interest at the rate of 8% per annum since the date of acquisition of land."

عدالت عالیہ کے فیصلے سے اتفاق کرتے ہوئے معاملے کے قانونی، مالی، انتظامی اور فنی پہلوؤں اور دیگر جزئیات کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد حکومت پنجاب زمین کی نئی متعین شدہ قیمت کا نصف گرانٹ کی شکل میں منظور کر چکی ہے جبکہ باقی نصف یونیورسٹی کو اپنے ذرائع سے پورا کرنے کا کہا گیا ہے۔ عدالت عالیہ کے فیصلوں کے متعلق سنڈیکیٹ کی ہدایت پر یونیورسٹی نے عدالت عظمیٰ / سپریم کورٹ میں اپیلیں دائر کیں جن میں ابھی فیصلہ آنا ہے۔

تیرہ کیسوں میں سے گیارہ کیس مختلف سول عدالتوں (راولپنڈی) میں زیر سماعت ہیں جبکہ دو کیس اپیل میں ہیں۔

لاہور: کامرس کالج علامہ اقبال ٹاؤن میں اساتذہ سے متعلقہ تفصیلات

*4520: میاں محمود الرشید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کالج آف کامرس ہنزہ بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے پرنسپل کی پوسٹ کافی عرصے سے خالی پڑی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا اسامی کو پُر کرنے کے لئے اب تک کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج میں کچھ اساتذہ وزیٹنگ ہیں جن کا نام ٹائم ٹیبل میں شامل ہے اور نہ ہی وہ باقاعدہ کالج کے اساتذہ ہیں؟

(ج) کیا حکومت کالج کے تعلیمی ڈسپلن کو بہتر کرنے کے لئے کوئی اقدامات اٹھا رہی ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) مورخہ 12-06-2013 کو پرنسپل گریڈ20 گورنمنٹ کالج آف کامرس، ہنزہ بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور سروس کے لئے عمر کی بالائی حد پر پہنچنے کے بعد ریٹائر ہوئے جس کے بعد ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ڈائریکٹر کامرس پنجاب اور ڈائریکٹر کالجز لاہور ڈویژن کے ذریعے سے اس پوسٹ پر درخواستیں مانگیں مگر گریڈ20 کا کوئی بھی امیدوار نہ آیا۔ بالآخر گریڈ19 کے تین امیدواروں کا ایک پینل آیا جن کا انٹرویو کمیٹی نے کیا چنانچہ مورخہ 14-07-22 کو ڈاکٹر ممتاز احمد خان چیف انسٹرکٹر گریڈ19 کو (OPS) کی حیثیت سے ریگولر پرنسپل تعینات کر دیا گیا۔ کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کالج ہذا میں ماضی کی طرح اس وقت بھی کوئی وزٹنگ ٹیچر کام نہیں کر رہا ہے۔ ٹائم ٹیبل کے مطابق تمام اساتذہ ریگولر ہیں اور اپنے اپنے مضامین پڑھا رہے ہیں۔ ٹائم ٹیبل کی کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

(i) مذکورہ کالج میں کلاسیں باقاعدگی سے لگائی جاتی ہیں اور پیریڈ کے درمیان خلا نہیں آنے دیا جاتا۔ صبح پرنسپل خود گیٹ پر موجود رہتے ہیں اور چھٹی کے وقت کلاس ٹیچر طلباء کو خود کالج سے باہر نکالتے ہیں۔

(ii) مذکورہ کالج کے تعلیمی ڈسپلن کو بہتر کرنے کے لئے حکومت نے ڈی کام اور بی کام کے علاوہ آئی کام ڈسپلن کو بھی شروع کرانے کی اجازت دے دی ہے اور یہاں مزید نئے کورسز شروع کرانے کے لئے فائل تیار کی جا رہی ہے جو جلد ہی process میں ڈال دی جائے گی۔

صوبہ بھر میں کامرس کالجز سے متعلقہ تفصیلات

*4521: میاں محمود الرشید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر کے کامرس کالجز 2012-08-01 سے ٹیوٹا سے الگ کر کے محکمہ تعلیم پنجاب کے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔ان کامرس کالجز کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) ان کے لئے جو ڈائریکٹوریٹ قائم کیا گیا ہے وہ کہاں واقع ہے؟

(ج) ڈائریکٹوریٹ کا کتنا بجٹ ہے اب تک ہونے والے اخراجات کی تفصیلات بتائی جائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائریکٹوریٹ کے اضافی اخراجات پورے کرنے کے لئے سائل سے وصول کئے جاتے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) 31۔جولائی 2012 کو کامرس کالجز TEVTA سے علیحدہ ہوئے اور ہائر ایجوکیشن نے کامرس کالجز کا انتظام یکم اگست 2012 کو سنبھالا۔آغاز میں کامرس کالجز کا انتظام ڈائریکٹوریٹ پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب لاہور اور اس کے ماتحت دفاتر ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن (کالجز) کے زیر انتظام کر دیا گیا تھا۔ڈائریکٹوریٹ پبلک انسٹرکشن کالجز پنجاب لاہور، ڈائریکٹر آف ایجوکیشن (کالجز)، ڈائریکٹر کامرس کالجز پنجاب لاہور اس وقت 118 کامرس کالجز کا انتظام بخوبی سنبھال رہے ہیں۔

(ب) ڈائریکٹوریٹ پبلک انسٹرکشن (کالجز) کے دفتر میں جگہ کی کمی کے باعث ڈائریکٹوریٹ کامرس کالجز گورنمنٹ کالج آف کامرس علامہ اقبال ٹاؤن لاہور منتقل کیا گیا ہے۔

(ج) ڈائریکٹر کامرس کالجز پنجاب لاہور کے دفتر کا بجٹ تاحال منظور نہیں ہوا ہے یہ ادارہ ڈائریکٹوریٹ پبلک انسٹرکشن کالجز پنجاب لاہور کے موجودہ مالی وسائل کے ساتھ کام کر رہا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ڈائریکٹر کامرس کالجز پنجاب لاہور کے دفتر کا بجٹ تاحال منظور نہیں ہوا ہے یہ ادارہ ڈائریکٹوریٹ پبلک انسٹرکشن کالجز پنجاب لاہور کے موجودہ مالی وسائل کے ساتھ کام کر رہا ہے۔

ضلع راجن پور میں سرکاری کالجز سے متعلقہ تفصیلات

*4555: سردار علی رضا خان دریشک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راجن پور میں قائم گرلز و بوائز کالجز کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) کتنے کالجز کی عمارات تعمیر ہو چکی ہیں اور کتنے کالجز کی اپنی عمارات نہ ہیں، کالجز وار تفصیل بتائی جائے؟

(ج) تمام کالجز میں کتنی منظور شدہ اساتذہ اور نان ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں ہیں، ان میں کتنی اسامیاں خالی ہیں، تفصیل بتائی جائے، نیز حکومت خالی اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) جن کالجز کی عمارات نہ ہیں، ان کی عمارات حکومت مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع راجن پور میں بوائز اور گرلز کالجز کے نام درج ذیل ہیں:

بوائز کالجز

نمبر شمار	ادارہ کا نام
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، راجن پور
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، جام پور
3	گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز، فاضل پور
4	گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز، روجھان

گرلز کالجز

5	گورنمنٹ ڈگری کالج گرلز، راجن پور
6	گورنمنٹ ڈگری کالج گرلز، جام پور
7	گورنمنٹ ڈگری کالج گرلز، فاضل پور

(ب) مندرجہ بالا سات کالجز میں سے پانچ کالجز کی عمارات کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	ادارہ کا نام
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، راجن پور
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، جام پور
3	گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز، روجھان
4	گورنمنٹ ڈگری کالج گرلز، جام پور
5	گورنمنٹ ڈگری کالج گرلز، راجن پور

دو کالجز جن کی عمارات کی تعمیر کا کام جاری ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	ادارہ کا نام
1	گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز، راجن پور
2	گورنمنٹ ڈگری کالج گرلز، فاضل پور

(ج) تمام کالجز میں منظور شدہ اساتذہ اور نان ٹیچنگ سٹاف کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

		ٹیچنگ اسامیاں		نان ٹیچنگ اسامیاں	
نمبر شمار	نام کالج	منظور شدہ	خالی	منظور شدہ	خالی
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، راجن پور	44	23	26	07
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، جام پور	35	18	26	09
3	گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز فاضل پور	23	10	28	19
4	گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز، روجھان	22	11	27	17
5	گورنمنٹ ڈگری کالج گرلز، راجن پور	24	10	32	12
6	گورنمنٹ ڈگری کالج گرلز، جام پور	22	09	24	10
7	گورنمنٹ ڈگری کالج گرلز، فاضل پور	23	12	30	18

(د) جیسا کہ جز(ب) میں وضاحت موجود ہے کہ پانچ کالجز کی عمارات کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے باقی ماندہ دو کالجز کی عمارات کی تعمیر کے منصوبہ جات منظور ہو چکے ہیں جن پر کام کا آغاز ہو چکا ہے تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام منصوبہ	کل لاگت	موجودہ مالی سال میں فراہم کردہ رقم
1	گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز فاضل پور	94.524 ملین روپے	20 ملین روپے
2	گورنمنٹ ڈگری کالج گرلز، فاضل پور	106.957 ملین روپے	40 ملین روپے

بہاولنگر: کامرس کالج کو اپ گریڈ کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*4612: جناب محمد نعیم انور: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج آف کامرس فورٹ عباس ایک چھوٹی سی بلڈنگ جس کا رقبہ چند کمروں پر مشتمل ہے چل رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ کالج آف کامرس فورٹ عباس کا 10 ایکڑ رقبہ جس کی چار دیواری، گیٹ لگے ہوئے موجود ہے، کیا حکومت بلڈنگ بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) کیا حکومت حلقہ پی پی۔284 بہاولنگر میں قائم گورنمنٹ کالج آف کامرس کو اپ گریڈ کر کے بی کام کی کلاسز کے اجراء کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ کالج آف کامرس فورٹ عباس کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہا تھا۔ 2014 میں اس کو ٹی ایم اے کی بلڈنگ میں منتقل کر دیا۔ یہ عمارت 1.5 کنال پر مشتمل ہے جس میں 9 کمرے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج آف کامرس فورٹ عباس کو TEVTA دور میں 10 ایکڑ رقبہ الاٹ ہوا۔ نقشہ جات بھی تیار ہوئے بلڈنگ بنانے کا تخمینہ پانچ کروڑ بنا مگر کام مکمل نہ ہو سکا اور ادارہ TEVTA سے HED کو منتقل ہو گیا۔

(ج) بہاولنگر میں قائم گورنمنٹ کالج آف کامرس میں بی کام کی کلاسوں کا اجراء 2003 میں ہو گیا تھا۔ 08-2007 میں ایم کام کی کلاسیں بھی شروع ہو گئی تھیں تب سے کلاسیں باقاعدگی سے جاری ہیں۔ ادارے کا الحاق اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے ہے۔

وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کے خلاف مقدمات اور اراضی کی لیز سے متعلقہ تفصیلات

*4636: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے خلاف اس وقت کس کس عدالت میں کس کس نوعیت کے مقدمات زیر سماعت ہیں؟

(ب) پنجاب یونیورسٹی کی ملکیت زمین میں سے کتنی کتنی اور کہاں کہاں سے زمین تجارتی بنیادوں پر کسی پرائیویٹ سرکاری اداروں کو کن کن شرائط کی بناء پر دی گئی ہے؟

(ج) یہ اراضی کس قانون اور اختیار کے تحت دی جاتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کے خلاف مختلف عدالتوں میں بہت سے مقدمات زیر سماعت ہیں ان میں دعویٰ استقرار حق، رٹ پٹیشن، انٹر کورٹ اپیل اور سول کورٹ اپیل شامل ہے لیکن ان تمام کیسز میں وائس چانسلر کو منصبی حیثیت سے فریق بنایا گیا ہے نہ کہ ذاتی حیثیت سے۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی نے دو قطعہ اراضی 160x44 فٹ برائے شادی لانز تین سال کے لئے مبلغ -/40,00,000روپے فی کس سالانہ کرائے پر مندرجہ ذیل افراد کو دی ہے۔

1۔مون کیٹرز C-40ریلوے آفیسر کالونی، والٹن لاہور

2۔ڈین کیٹرز C-808فیصل ٹاؤن، لاہور

(ج) پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ یونیورسٹی کی زمین سے متعلق کوئی بھی معاہدہ کر سکتا ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی کر سکتا ہے، جاری رکھ سکتا ہے اور ختم کر سکتا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ نے ایک لینڈ کمیٹی تشکیل دے رکھی ہے جو پنجاب یونیورسٹی کی وہ زمینیں جو فی الحال زیر استعمال نہیں ہیں کو عارضی طور پر یونیورسٹی کی آمدن بڑھانے کے لئے سالانہ کی بنیاد پر پٹہ پر دیتی ہے۔ یہ محض ایک عارضیadjustmentہے۔

گورنمنٹ سیف آباد کالج کی بلڈنگ سے متعلقہ تفصیلات

*4802: **محترمہ مدیحہ رانا:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ سیف آباد کالج فار وومن فیصل آباد میں طالبات کی تعداد کلاس وار بتائی جائے نیز بلڈنگ کے کتنے کمرے تعلیمی سرگرمیوں اور کتنے کمرے بطور لیب استعمال ہوتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کالج ہذا میں فرنیچر نام کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ طالبات کو فرش پر بیٹھ کر اپنی تعلیمی سرگرمیاں سرانجام دینی پڑتی ہیں؟

(ج) کیا حکومت سیف آباد کالج فار وومن میں طالبات کے لئے فرنیچر اور دوسری سہولیات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین، سیف آباد، فیصل آباد میں کل 686طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں جن کی کلاس وار تفصیل درج ذیل ہے:

فرسٹ ایئر	سیکنڈ ایئر	تھرڈ ایئر	فورتھ ایئر	میزان
316	213	87	70	686

کالج ہذا میں تعلیمی سرگرمیوں کے لئے کل 18 کمرے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

کلاس رومز	لیبارٹریز	لائبریری	ہال کمرہ	میزان
12	04	01	01	18

(ب) درست نہ ہے۔ گورنمنٹ کالج فار وومن سیف آباد، فیصل آباد میں 449 کرسیاں اور 25 بینچز موجود ہیں۔یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ایک بینچ تین طالبات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔اس طرح 524 طالبات کے لئے فرنیچر موجود ہے۔

(ج) محکمہ اعلیٰ تعلیم نے کالج ہذا کو مالی سال 14-2013 میں 2 ملین روپے فراہم کئے چونکہ فنڈز جون کے ماہ میں فراہم ہوئے جس کی وجہ سے خریداری مکمل نہ ہو سکی۔ تاہم موجودہ مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں کالج ہذا کا ترقیاتی منصوبہ شامل ہے اور اس سال فرنیچر اور کمپیوٹر کی خریداری کے لئے رقم فراہم کر دی جائے گی۔

بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد میں کلیدی عہدہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*5156: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد میں مندرج ذیل تین کلیدی عہدے ہیں؟

(1)چیئرمین (2) سیکرٹری (3) کنٹرولر امتحانات

(ب) فیصل آباد بورڈ کے قیام سے آج تک ان عہدوں پر فائز ہونے والے افسران کے نام اور ڈومیسائل کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد کے ممبران کا انتخاب / نمائندگی ڈویژن کے تمام اضلاع سے کی جاتی ہے؟

(د) بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد کے موجودہ ممبران کے نام اور ڈومیسائل کی ضلع وار تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں!

(ب) ان کلیدی عہدوں پر مستعار الخدمتی افسران کی پوسٹنگ کنٹرولنگ اتھارٹی بورڈز / سیکرٹری ہائر ایجوکیشن، پنجاب بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن Act,1976 کی شق نمبر 12(8) کے تحت کرتی ہے۔ تاہم ڈومیسائل کے ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ تعلیم کے

حاضر سروس ملازم ہونے کی بناء پر ان کا سروس ریکارڈ ان کے آبائی محکمہ ایجوکیشن کے پاس ہے اس بناء پر ڈومیسائل کے بارے میں حتمی معلومات بورڈ ہذا کے پاس نہ ہیں۔ان کے نام اور مستعار الخد متی عرصہ ضمیمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! بورڈ ممبران کا انتخاب ڈویژن کے تمام اضلاع سے کیا جاتا ہے اور ان کی تعیناتی کنٹرولنگ اتھارٹی بورڈز / سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(د) موجودہ بورڈ ممبران کی فہرست برضمیمہ (بی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔تاہم ڈومیسائل کے ضمن میں عرض ہے کہ یہ افسران محکمہ تعلیم کے حاضر سروس / ریٹائرڈ ملازم ہوتے ہیں لہذاان کا سروس ریکارڈ ان کے آبائی محکمہ ایجوکیشن کے پاس ہے اس بناء پر ڈومیسائل کے بارے میں حتمی معلومات بورڈ ہذا کے پاس نہ ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال بھی pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا بڑا اہم point ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں لیکن تحریک استحقاق کوئی نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال بہت اہم ہیں ان کو pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! تشریف رکھیں۔یہ نہیں ہو سکتا۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احمد شاہ کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع پاکپتن کے اکثر گاؤں میں آج کل ایک گروپ آیا ہوا ہے جو زمینداروں کے ٹرانسفارمر چوری کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! کیا فرما رہے ہیں؟

پاکپتن میں زمینداروں کے ٹیوب ویلوں کے ٹرانسفارمر چوری کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرے ضلع پاکپتن میں ایک نہایت اہم مسئلہ ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج کل ایک گروپ سرگرم ہے جو زمینداروں کے ٹیوب ویلوں سے رات کو ٹرانسفارمر چوری کر لیتا ہے۔ یہ لوگ تقریباً دس گیارہ ٹرانسفارمر روزانہ چوری کر رہے ہیں جس کا زمینداروں کو بہت نقصان ہو رہا ہے۔ جب ہم زمیندار تھانے جاتے ہیں تو پرچے درج نہیں کئے جاتے جبکہ اصولی طور پر فوری پرچہ درج ہو تب واپڈا کہتا ہے کہ ہم ان کو ٹرانسفارمر دیتے ہیں۔ جو لوگ ٹرانسفارمر چوری کر رہے ہیں وہ 3/4 ہزار روپے میں اس کی تاریں فروخت کر دیتے ہیں جبکہ زمیندار کو دوبارہ ٹرانسفارمر لگوانے کے لئے 50/60 ہزار روپیہ دینا پڑتا ہے اور فصل اس کی الگ سے ضائع ہوتی ہے۔ میری گزارش ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب کو اس حوالے سے توجہ دلائی جائے کیونکہ میرے حلقہ میں پانچ چھ تھانے ہیں جن میں تھانہ ڈل وریام، ملکہ ہانس، صدر پاکپتن، رنگ شاہ اور کلیانہ شامل ہیں۔ اس جانب خصوصی توجہ کی جائے اور اس کا کوئی حل نکالا جائے تو زمیندار آپ کو دعائیں دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مہربانی۔ آپ کا point note کر لیا گیا ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وٹو صاحب!

پنجاب اسمبلی کے سامنے نابینا حضرات کے احتجاج پر حکومت سے ان کے جائز مطالبات تسلیم کرنے کا مطالبہ

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہے کہ راستے block ہیں، مین گیٹ بند ہے اور تمام ممبران بھی پیچھے سے آئے ہیں۔ وجہ یہ معلوم ہوئی ہے کہ اسی ملک کے غالباً نابینا حضرات ہیں جن کے

بارے میں اخبارات میں بھی پڑھا ہے اور کچھ لوگوں سے میری بات بھی ہوئی ہے جن کے کچھ مطالبات ہیں۔ معلوم یہ ہوا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے ساتھ دو مہینے پہلے ان کی negotiations ہوئی ہیں اور غالباً کچھ مطالبات تسلیم بھی کر لئے گئے ہیں۔ اگر ہمارے معاشرے کے پسے ہوئے نابینا حضرات کے کچھ genuine مطالبات ہیں تو میری آپ کے توسط سے حکومتی وزراء اور ممبران سے گزارش ہے کہ براہِ مہربانی اس کا notice لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خرم جہانگیر وٹو صاحب! بات یہ ہے کہ کل ہم نے اُن کا احترام کیا ہے۔ آپ کو اور باقی ممبران کو بھی آج اسمبلی آنے میں کتنی تکلیف ہوئی ہے؟ سکیورٹی کے حالات آپ خود دیکھ رہے ہیں اور یہ بھی آپ کو پتا ہے کہ پنجاب اسمبلی کو کتنا threat ہے؟ ہم نے اچھائی کا پہلو دیکھتے ہوئے بجائے اس کے کہ نابینا حضرات کو وہاں پر تکلیف ہو ہم نے ان کو عزت دے کر یہاں پر بلایا کہ آئیں، آپ ایک سائیڈ پر بیٹھ جائیں اور ہم آپ کو کھانا بھی کھلاتے ہیں۔ گورنمنٹ کے اُن کے ساتھ ڈائیلاگ بھی کروائے ہیں مگر انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب اسمبلی میں آج تک اس طرح کی روایت قائم نہیں کی گئی تھی ہم نے ان نابینا حضرات کو یہاں پر لا کر بٹھایا اور گورنمنٹ نے اُن کے ساتھ مذاکرات شروع کئے لیکن افسوس یہ ہے کہ ہم نے ان کو عزت دینے کی کوشش کی جس کا انہوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور آج انہوں نے اسمبلی کے دروازے پر احتجاج کر کے اس کو توڑنے کی کوشش کی ہے۔ میرے خیال میں ان کو بھی تھوڑا سا اپنے رویے پر غور کرنا چاہئے۔ ہم تو ان کو کھانا بھی کھلانا چاہتے تھے، عزت دے کر بٹھانا بھی چاہتے تھے بلکہ ڈائیلاگ بھی کروا رہے تھے ورنہ پنجاب اسمبلی کے اندر اس طرح کی روایت آج سے پہلے قائم نہیں ہوئی۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! آپ کا یہ بڑا اچھا کام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں میڈیا کے دوستوں سے بھی یہی گزارش کرتا ہوں کہ یہ مقدس ایوان ہے اس کی عزت کا ہم سب کو خیال کرنا چاہئے۔ پندرہ بیس افراد جو باہر احتجاج کے لئے بیٹھے ہیں اگر ہم ان کو یہاں تک لے کر آئے ہیں تو اس ایوان کی عزت کا بھی وہ خیال کریں۔ ممبران اور سٹاف دوسرے دروازے سے آ رہے ہیں جبکہ انہوں نے دروازے کو توڑنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے گیارہ بجے کا اُن کو ٹائم دیا ہے اور امید ہے کہ ان کے معاملات طے ہو جائیں گے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وزراء صاحبان چونکہ یہاں پر نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خرم جہانگیر وٹو صاحب!ان کے ساتھ زعیم قادری صاحب مذاکرات کرتے رہے ہیں، رات تین بجے تک ہمارا سٹاف مذاکرات کرتا رہا ہے، پنجاب اسمبلی کے ہمارے چیف سکیورٹی آفیسر صاحب بھی ان کے ساتھ مذاکرات کرتے رہے ہیں اور کرنل شجاع خانزادہ صاحب ان کے ساتھ بات کریں گے۔ میری یہی گزارش ہو گی کہ اگر ہم نے ان کو عزت دینے کی کوشش کی ہے تو وہ تھوڑا سا ہمارا بھی خیال کر لیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جی، شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں طاہر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!اس کے بعد میں آپ دونوں میاں صاحبان کو ٹائم دے دوں گا۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ کے لئے آپ کی توجہ چاہئے تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں طاہر: جناب سپیکر! پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور کے چیئرمین سمیت تین اہم اسامیاں عرصہ سے خالی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کن کی اسامیاں؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور کے تین اہم اسامیاں کافی عرصے سے خالی پڑی ہیں جن پر عارضی تعیناتی کر کے یعنی ایڈیشنل چارج دے کر کام چلایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے پانچ ہزار طلباء جو کہ DAE کی مختلف کلاسوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کا مستقبل تاریک ہو گیا ہے۔ میں اس پر کوئی تحریک لے آتا ہوں تو مجھے ایوان میں اس issue پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ تحریک لے آئیں تب اس کو دیکھتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔اس کے بعد ٹائم دوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں آپ کو بالکل ٹائم دیتا ہوں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری بہت اہم بات ہے۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پہلی درخواست میاں محمد رفیق ایم پی اے، پی پی۔90 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ اسلام آباد میں میرے ایک عزیز کی death ہو گئی ہے میں اس کے جنازے میں شرکت کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ میں 20۔اکتوبر 2014 کے اجلاس میں شامل نہ ہو سکا۔ براہِ کرم ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر نجمہ افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر نجمہ افضل خان ایم پی اے، ڈبلیو۔320 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Respected Sir, I have to attend the meeting of Board of Management to be held on 24th October 2014. I will be unable to attend the Session. Kindly allow me leave for one day."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ لبنیٰ فیصل

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ لبنیٰ فیصل ایم پی اے، ڈبلیو۔332 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Respected Sir, It is requested that I was unable to attend the Session on 21st and 27th October 2014. Kindly grant me two days leave for these dates."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ شمیم اختر المعروف شہزادی کبیر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ شمیم اختر المعروف شہزادی کبیر ایم پی اے، ڈبلیو۔342 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

جناب عالی!

"گزارش ہے کہ ضروری کام کی وجہ سے مورخہ 27۔اکتوبر2014 کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی لہذا متذکرہ یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر عالیہ آفتاب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر عالیہ آفتاب ایم پی اے، ڈبلیو۔338 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Respected Sir, I am going for Hajj from 29th September to 24th October 2014. I would request you to kindly grant me leave for these days."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد شعیب اویسی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد شعیب اویسی ایم پی اے، پی پی۔270 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir! It is requested that I have to go to Bangkok in connection with some urgent affairs. It is therefore, requested that ex-Pakistan leave from 20th to 28th October 2014 may kindly be sanctioned."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ تحسین فواد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ تحسین فواد ایم پی اے، ڈبلیو۔339 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Dear Sir, Kindly grant me three days leave for 20th, 23rd and 24th October 2014."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رائے منصب علی خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رائے منصب علی خان ایم پی اے، پی پی۔202 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"مؤدبانہ گزارش ہے کہ مجھے ایم ڈی ملتان کے ساتھ ضروری کام ہے جس کی وجہ سے میں اسمبلی سیشن attend نہیں کر سکتا۔ مہربانی فرما کر ایک یوم مورخہ 5۔دسمبر2014 کی رخصت عطا کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ غزالہ شاہین

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ غزالہ شاہین صاحبہ ایم پی اے ڈبلیو۔363 کی طرف سے ہے۔

She has requested that "Due to an urgent piece of work I would not be able to attend the Assembly session going to be held on 5th December 2014. Kindly grant me leave for that day."

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر نجمہ افضل خان

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست ڈاکٹر نجمہ افضل خان ایم پی اے ڈبلیو۔320 کی طرف سے ہے۔

She has requested that "That I am leaving abroad to attend a course on Women and Health Leadership Training Programme for Pakistan Medical Professionals. Kindly grant me leave from 5th December 2014 to 24th December 2014."

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سید حسین جہانیاں گردیزی

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست سید حسین جہانیاں گردیزی ایم پی اے پی پی۔213 کی طرف سے ہے۔

"It is submitted that I will be out of country from 5th to 18th December 2014. Therefore, kindly grant me leave for 14 days."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری ارشاد احمد آرائیں

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست چودھری ارشاد احمد آرائیں ایم پی اے PP-233 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے گزارش کی ہے کہ:

"میں اجلاس منعقدہ 2014-12-5 میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی فرما کر رخصت عطا کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد ثاقب خورشید

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست جناب محمد ثاقب خورشید ایم پی اے PP-236 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے گزارش کی ہے کہ:

"میں چند گھریلو مصروفیات کی وجہ سے 5۔دسمبر 2014 کو حاضر نہیں ہو سکا۔ براہ کرم چھٹی منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رائے منصب علی خان

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست رائے منصب علی خان ایم پی اے پی پی۔202 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں حالیہ اجلاس میں مورخہ 9تا12۔دسمبر 2014تک شرکت نہیں کر سکا۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

انجینئر قمر الاسلام راجہ

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست انجینئر قمر الاسلام راجہ ایم پی اے پی پی۔5 کی طرف سے ہے۔انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"Sir I will not be able to attend the Assembly proceedings from 15th to 19th December 2014. Kindly grant me leave for these days.

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری عامر سلطان چیمہ

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست چودھری عامر سلطان چیمہ ایم پی اے پی پی۔32 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں سرگودھا جا رہا ہوں اور 10تا12۔دسمبر 2014اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ شبینہ زکریا بٹ

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست محترمہ شبینہ زکریا بٹ ایم پی اے ڈبلیو۔326 کی طرف سے ہے۔ انہوں نےrequest کی ہے کہ:

"It is submitted that I could not attend the session of Assembly from 9th to 12th December 2014 due to death of my family member. Kindly grant me leave for above mentioned dates."

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

بیگم خولہ امجد

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست بیگم خولہ امجد ایم پی اے ڈبلیو۔337 کی طرف سے ہے۔

She has requested that "I was unable to attend the Assembly session on 9th December 2014. Kindly allow me one day leave."

جناب قائم مقام سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

مخدوم سید مسعود عالم

سیکرٹری اسمبلی:اگلی درخواست مخدوم سید مسعود عالم ایم پی اے پی پی۔285 کی طرف سے ہے۔

He has requested that "Kindly grant me leave for 12th December 2014."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

مخدوم سید مسعود عالم

سیکرٹری اسمبلی: اگلی درخواست بھی مخدوم سید مسعود عالم ایم پی اے پی پی۔285 کی طرف سے ہے۔

"Please grant me leave for one day i.e. 16th December 2014."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر کا اسمبلی کی جامع مسجد مکی کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھنے کا اعلان

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔ میں یہاں پر آپ تمام ممبران کو بتانا چاہتا ہوں کہ مسجد کے حوالے سے یہاں چنیوٹی صاحب اور دوسرے ممبران کے ساتھ میٹنگ کی ہے۔ یہ معاملہ کافی عرصہ سے pending پڑا ہوا تھا۔ پچھلی اسمبلی میں کچھ معزز ممبران نے اپنی تنخواہ جو تقریباً 60 لاکھ روپے بنتی تھی وہ تمام ممبران نے مسجد کے حوالے سے جمع کروائی تھی لیکن کسی وجہ سے وہ کام رُک گیا تھا اور وہ start بھی نہیں ہو سکا تھا۔ یہاں پر کمیٹی بنائی گئی تھی۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے بھی اس میں commitment کی تھی اور باقی دوستوں نے بھی commitment کی تھی۔ الحمد للہ اس کی ہم نے تین چار میٹنگ کی ہیں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب بھی موجود تھے، مولانا ابو حفص صاحب بھی ساتھ تھے تو آج یہ فیصلہ ہوا ہے اور اس کی bid کے حوالے سے کوالیفائی کرنے والی دو تین فرمز کو رجسٹرڈ کیا تھا اور آج ہم نے انہیں allow کر دیا ہے اور tender process start ہو گیا ہے اور انشاء اللہ جمعہ کے دن ہم اس مکی مسجد کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں۔ میری آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ باقی کاموں میں تو ہم اپنا حصہ ڈالتے ہیں، سیلاب میں بھی آپ نے کافی امداد کی تھی اور

زلزلے کے حوالے سے بھی کافی مدد کی تھی تو جو بھی ایم پی اے صاحبان خواتین و حضرات اس کار خیر میں اپنی تنخواہ وغیرہ دینا چاہیں تو یہ کام جتنا جلدی ہو سکے گا start ہو جائے گا۔ تقریباً اڑھائی کروڑ روپے کا یہ منصوبہ ہے۔ میری آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ جتنا ہو سکے اس کار خیر میں جو کہ اللہ کا گھر ہے، حصہ ڈالیں تو میں اس حوالے سے آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں اس مسجد میں ایک لاکھ روپے دینے کا اعلان کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی میاں صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک ماہ کی تنخواہ دیتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، ڈاکٹر صاحب! یہاں پر تمام ممبران سن رہے ہیں تو جو خوشی سے دینا چاہیں وہ سیکرٹری صاحب کو حصہ ڈالنے کے حوالے سے بتا دیں۔ جمعہ کے دن صبح ساڑھے نو بجے ہم سارے ممبران چل کر اس مسجد کا اکٹھے سنگ بنیاد رکھیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ڈاکٹر صاحب بات کر رہے ہیں اس کے بعد آپ کی بات سنتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بہت ہی تاریخی فیصلہ آپ کی سربراہی میں ہوا ہے اور میں خصوصی طور پر آپ کو اس فیصلے پر مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے تو ہم سب اس میں شریک ہوں گے۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ اسے قبول بھی فرمائے اور ہماری آخرت کا اسے توشہ بھی بنائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، ڈاکٹر صاحب! جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! Kindly پہلے تو میری request یہ تھی کہ اس کے بعد آپ مجھے ٹائم دیں گے۔ معزز ممبر میرے لئے بہت محترم ہیں اور میں ان کی بہت respect کرتی ہوں لیکن یہ نہیں کہ میں خاتون ہوں تو مجھے آپ بٹھا رہے ہیں کہ پہلے انہیں بات کرنے دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اب آپ بات کریں گی؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! نہیں۔ یہ میری آپ سے request ہے اور یہ کہ bias attitude نہیں ہونا چاہئے۔ شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا لیکن آپ نے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں آپ کو ہمیشہ بولنے کا موقع دیتا ہوں ویسے میں آپ کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہاں پر ہم بولنے کے لئے آئے ہوئے ہیں اور عوام کی آواز۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ جو کہنا چاہتی ہیں وہ بیان کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں بات تو کر لوں گی لیکن میں آپ کے اس روّیے پر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ چیئر سے اس طرح بات نہیں کر سکتیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! نہیں۔آپ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ میرا روّیہ سب کے ساتھ ایک جیسا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ نے مجھے خود کہا تھا کہ اس کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب کھڑے ہو گئے تھے اور مسجد کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو میں نے انہیں اجازت دی تھی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ سارے ممبران ایک جیسے ہیں اور۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نہیں۔ میاں صاحب تشریف رکھیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ

نیاز بیگ لاہور میں پنجاب حکومت کی بیش قیمت اراضی کی خُورد بُرد کا انکشاف

محترمہ نگہت شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ نیاز بیگ لاہور میں 800 کروڑ روپے کی 635 کنال 13 مرلہ سرکاری اراضی کی بندر بانٹ، پنجاب حکومت کی جوہر ٹاؤن میں خُورد بُرد ہونے والی قیمتی اراضی کو اسسٹنٹ کمشنر (سٹی) کی مرتب کردہ

رپورٹ میں 34 سال بعد کی جانے والی بے ضابطگیوں سے پردہ اٹھایا۔ فیصلہ یوں ہے کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب کے اعلیٰ افسران، کلکٹر اشتمال، فیڈرل لینڈ کمیشن اور لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (ایل ڈی اے) کے افسروں سمیت احتسابی اداروں کی عدم توجہی اور ملی بھگت کے باعث اور ریکارڈ کی جانچ پڑتال نہ ہونے کے باعث موضع نیاز بیگ میں 800 کروڑ روپے کی قیمتی اراضی کی بندر بانٹ کا انکشاف ہوا ہے۔ قیمتی اراضی کی فروخت اور غیر قانونی طریقوں سے الاٹمنٹ کروانے والے افسران بھی حصہ دار نکلے۔ نیاز بیگ کے چار بھائیوں کی مدد سے پنجاب حکومت کی جوہر ٹاؤن میں خُورد بُرد ہونے والی قیمتی اراضی کے حوالے سے اسسٹنٹ کمشنر (سٹی) کی رپورٹ میں نہ صرف بڑے پیمانے پر ہونے والی بے ضابطگیوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے بلکہ پنجاب حکومت کی ملکیتی اراضی کو فراڈ سے فروخت کرنے والے مافیا کو بھی بے نقاب کیا۔ ذرائع کے مطابق اس فراڈ کا پتا اس وقت چلا جب پنجاب لینڈ کمیشن کی جاری کردہ چٹھی نمبر 392010494.1.2014 کے سلسلہ میں اسسٹنٹ کمشنر (سٹی) نے نیاز بیگ پٹوار سرکل کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ 1980 میں چار بھائی نذیر، بشیر، خلیل اور بوداولد بوٹا کے نام پر چار کھاتے منظر عام پر آئے جو کہ فیڈرل کمیشن کی جانب سے الاٹ کئے گئے تھے۔ رپورٹ کے مطابق نذیر ولد بوٹا کو 1980-10-31 میں رقبہ تعدادی 36 کنال 13 مرلہ الاٹ کیا گیا تھا جس نے اصل رقبہ سے بھی 16 مرلہ زائد فروخت کر دیا تھا تاہم لینڈ کمیشن کی جانب سے دوبارہ نذیر ولد بوٹا کو 1996-10-04 میں زمین الاٹ کی گئی جس کا رقبہ تعدادی 97 کنال 4 مرلہ ظاہر ہو رہا ہے۔ دوبارہ الاٹ کئے جانے والے رقبہ کے بنیادی انتقال کو ای ڈی او (آر) لاہور نے 2010-02-20 میں کینسل کر دیا تھا جو کہ 9 ماہ بعد دوبارہ کلکٹر اشتمال کے حکم پر 2010-11-12 کو بحال کر دیا گیا جس کا نوٹس سابق سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو نے لیا اور ای ڈی او (آر) کا فیصلہ بحال کر دیا اور اشتمال کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا تھا۔ 2014-11-29 کو ریونیو آفیسر انتقال نمبر 41273 کو خارج کر دیتا ہے تاہم اس کارروائی کے دوران بھی نذیر ولد بوٹا محکمہ مال کے اہلکاروں کی ملی بھگت سے 59 کنال 5 مرلہ زمین فروخت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بشیر ولد بوٹا کو بھی فیڈرل لینڈ کمیشن کی مہربانی سے 1980-10-31 کو 31 کنال 7 مرلہ زمین الاٹ کی جاتی ہے جبکہ بشیر ولد بوٹا کو 1993 میں دوبارہ فیڈرل لینڈ کمیشن کی جانب سے 103 کنال کا رقبہ الاٹ کیا جاتا ہے۔ ان غیر قانونی احکامات اور اقدامات کا بالآخر سابق ممبر بورڈ آف ریونیو سمیع سعید نے نوٹس لیتے ہوئے 2012-3-29 کو بنیادی انتقال نمبر 41274 کینسل کر دیا تاہم بشیر اس وقت تک حکومت پنجاب کی ملکیتی زمین فروخت کر کے کروڑوں روپے کما چکا اور آج بھی اس قیمتی رقبہ کا بڑا حصہ

اپنے پاس رکھے ہوئے ہے۔ تیسرے بھائی خلیل ولد بوٹا نے بھی کمال کیا1980-10-31 کو 83 کنال 4مرلہ اس کاانتقال بھی1982 کو خارج ہوا۔ بعدازاں سینئر ممبر کے حکم پر1993 کو بحال ہوا۔اسی طرح جعلی خرید و فروخت کا یہ سلسلہ ملی بھگت سے جاری رہااور پنجاب حکومت کی ملکیتی زمین کو جعلی انتقال کے ذریعے فروخت کیا گیا۔ اب جبکہ یہ پردہ فاش ہوگیا ہے تو ضروری ہے کہ نہ صرف ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے بلکہ جو قیمتی اراضی فروخت کی گئی ہے واپس لی جائے اور اس فراڈ میں ملوث تمام افراد کے خلاف بلا تخصیص افسران واہلکاران کارروائی کی جائے لہذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/53 جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ! محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ واک آؤٹ کر گئی ہیں انہیں منا کر لے آئیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/58 محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی ہے۔ محترمہ!اسے پڑھ دیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر فرزانہ نذیر، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ
کو منانے کے لئے ایوان سے باہر گئیں)

فیروز وٹواں شیخوپورہ میں گدھوں کے گوشت کی فروخت کاانکشاف

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ " خبریں" مورخہ 15۔جنوری 2015 کی اشاعت میں ہے کہ فیروز وٹواں میں گدھا کاٹ کر گوشت بناتا ملزم گرفتار،پولیس نے ملزم کے قبضہ سے گدھوں کی کھالیں اور دیگر اعضاء برآمد کر لئے، ملزم کرامت لاہور اور شیخوپورہ کے نامور ہوٹلوں کو گدھوں کا گوشت سپلائی کرتا تھا۔ تفصیل یوں ہے کہ ملزم مذکور ایک عرصہ سے پورے علاقے سے گدھے خرید کر انہیں کاٹ کر ان کے حرام گوشت کی

سپلائی کا دھندہ بلا خوف و خطر کرتا رہا ہے اور وہ لاہور اور شیخوپورہ کے مشہور ہوٹلوں میں یہ حرام گوشت پہنچاتا رہا ہے۔اس کام میں اسے باقاعدہ تحفظ بھی حاصل تھا جس وجہ سے یہ مکروہ دھندہ کرنے میں اسے کوئی جھجھک اور خطرہ محسوس نہیں ہوا۔اب کسی گڑبڑ کی وجہ سے متعلقہ پولیس نے اس پر ریڈ کر کے اسے رنگے ہاتھوں گرفتار کیا ہے۔یہ صرف فیروز وٹواں میں ایسا نہیں ہو رہا بلکہ پنجاب کے بہت سارے شہروں میں مکروہ فعل بڑی شدومد سے جاری ہے اور بیشتر مرتبہ یہ واقعات اخبارات کی بھی زینت بنے ہیں۔الیکٹرانک میڈیا میں بھی ان واقعات کی دھائی رہی ہے لیکن بجائے اس کے کہ یہ مکروہ دھندہ رک جاتا اس میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے اور پھر جتنے بھی ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں ان میں ایسا کرنے والے زیادہ تر بڑے بڑے شہروں کے مشہور و معروف ہوٹلوں میں یہ سپلائی دیتے رہے ہیں۔کیا ہوٹلوں کی انتظامیہ جو یہ لین دین کرتی ہے وہ بھی اندھی ہے کہ انہیں پتا نہیں چلتا یا پھر وہ بھی اس میں برابر کے شریک ہیں؟متعلقہ ادارے اور متعلقہ پولیس جن کی اولین ذمہ داری ہے کہ ایسے واقعات پر کڑی نظر رکھیں وہ اپنی ذمہ داریوں سے پہلوتہی کرتے ہیں جس وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔اس خبر سے صوبہ بھر کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: 24۔فروری2015 کو جناب امجد علی جاوید صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 15/103 اس موضوع پر discussion ہو چکی تھی تو اس کو قاعدہ 83 کے تحت rule out کرتے ہیں۔ شفقت محمود گوندل صاحب ایم پی اے پی پی۔119 انہوں نے مجھے لکھ کر بھیجا ہے کہ میں اپنی پوری تنخواہ فروری سے جون تک اسمبلی مسجد کے لئے دے رہا ہوں۔گوندل صاحب بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ ایوان میں واپس تشریف لائیں)

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر چکا ہوں آپ بھی محترمہ کے ساتھ واک آؤٹ پر گئے تھے۔چلیں جی،اس کو لے لیتے ہیں۔محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ آپ کیا بات کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری یہاں پر گزارش یہ ہے کہ اس سے پہلے نابینا افراد پر بات ہو چکی ہے لیکن یہاں پر آپ نے جس طریقے سے کہا کہ اُن کو ہم نے عزت و احترام دیا لیکن انہوں نے اس کو misuse کیا تو میں آپ کو یہ کہوں گی یہ نوبت یہاں تک کیوں آئی ہے؟یہ بہت ضروری ہے ایوان

کو جاننا کہ اگر وہ اس نوبت پر آئے ہیں تو اس وجہ سے آئے ہیں کہ اُن کی گزارش یہ ہے کہ دو فیصد کوٹا کو پہلے implement کروا دیں جو تین فیصد کوٹا کو announce کر رہے ہیں اور جو دو فیصد پہلے announce کیا ہے اُس پر ابھی تک implementation نہیں ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! شاید آپ کو نہیں پتا کل آپ موجود نہیں تھیں وہ بل یہاں پر introduce ہو چکا ہے میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ گورنمنٹ اسی ہفتے اُس کو لانا چاہتی ہے۔ جہاں تک misuse والی بات ہے تو آپ دیکھتی ہیں کہ روز لوگ اپنے کسی نہ کسی معاملے پر باہر مال روڈ کے اوپر protest کرتے ہیں پولیس یا انتظامیہ ان کے ساتھ negotiation کرتے ہیں یہ disable لوگ ہیں ہم نے کہا ان کے ساتھ ٹریفک کے حوالے سے کوئی زیادتی نہ ہو اس لئے پنجاب اسمبلی کے احاطے میں انہیں اجازت دی۔ آپ بھی ماشاء اللہ پرانی parliamentarian ہیں تو اندر اس طرح کا کبھی کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کو یقین دلاتا ہوں اس پر already implement ہو رہا ہے لیکن انہوں نے تین فیصد کوٹا بڑھانے کا کہا ہے وہ بھی بہت جلد notified ہو جائے گا تو اس میں وہ بصارت سے محروم ہیں اور کچھ بصیرت سے محروم لوگ انہیں provoke کر رہے ہیں اس حوالے سے کچھ تماشا کل ہوا ہے لیکن ہم اُن کے ساتھ ہیں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں اور جو اُن کا right بنتا ہے تو لاء کے مطابق اُس پر implementation بھی ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اُن کے ساتھ جو بھی بات کرنی ہے مہربانی کر کے انہیں اسمبلی کے دروازے سے سائڈ پر لے جائیں اور انہیں عزت احترام کے ساتھ بٹھائیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! دروازہ تو آپ کے سٹاف نے کھولنا ہے میں نے تو نہیں کھولنا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اُن کے ساتھ بات کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! آپ کمیٹی بنا دیں اور محترمہ کو بھی کمیٹی میں شامل کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں دیکھتا ہوں۔ کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب آتے ہیں تو محترمہ کو بھی ساتھ بٹھاتے ہیں۔ جناب احمد شاہ کھگہ صاحب! میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر چکا تھا لیکن آپ چونکہ واپس آگئے ہیں تو تحریک التوائے کار نمبر 15/53 اسے پڑھ دیں۔

چک جیون شاہ عارف والہ کی دو مساجد کے رقبہ کو نیا تھانہ بنانے کے لئے الاٹ کرنے پر عوام کا احتجاج

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! موقع دینے کا بہت شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔229 تحصیل عارف والہ ضلع پاکپتن کے گاؤں جیون شاہ میں دو مساجد مدینہ اور دوسری غلام مسجد کے لئے حکومت نے تقریباً 40 سال قبل 2/2 ایکڑ رقبہ برائے آمدن واخراجات مساجد الاٹ کیا تھا۔ باوثوق مصدقہ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ڈی سی او پاکپتن جاوید اختر محمود نے ان دو مساجد کے لئے 40 سال قبل الاٹ کیا گیا رقبہ نیا تھانہ بنانے کے لئے نامزد کیا ہے جس بناء پر علاقہ کے عوام میں بالخصوص اور مذہبی حلقوں میں بالعموم انتہائی بے چینی، اضطراب اور غم وغصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے مسجد کے لئے 25 لاکھ روپے کا اعلان کیا ہے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ Thank you very much. جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایجوکیٹرز کی بھرتی میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی میرٹ پر بھرتی کی صریحاً خلاف ورزی ہو رہی ہے اور وہاں پر ایک بہت بڑی embarrassment لوگوں کے اندر خاص طور پر ایجوکیٹرز اور جن لوگوں نے درخواستیں دی ہیں اُن کے اندر بہت ہی بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لوگ میرٹ کے خلاف بھرتی پر احتجاج کر

رہے ہیں میں یہ آپ سے اجازت چاہوں گا کہ میری تحریک التوائے کار نمبر105/15کو out of turn پیش کرنے کی اجازت دے دی جائے تاکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ایجوکیٹر بھرتی جو کہ میرٹ پالیسی پر ہے اُس کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب میرے لئے آپ قابل احترام ہیں چلیں،اس تحریک التوائے کار کو out of turn لیتے ہیں۔جی، میاں صاحب پڑھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!آپ کی بہت مہربانی۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں خلاف میرٹ و پالیسی ایجوکیٹرز کی بھرتی کاانکشاف

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!آپ کی بہت مہربانی۔میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔معاملہ یہ ہے کہ زیر دستخطی کو ٹوبہ ٹیک سنگھ سے متعدد درخواست گزار ایجوکیٹرز نے بذریعہ فون نشاندہی کروائی ہے کہ ان کے وصول شدہ فارم / فائلوں کو بدنیتی سے غائب کر دیا گیا ہے جن کو بروقت جمع کروایا گیا تھا ایسی ہی نشاندہی الیکٹرانک میڈیا کے نمائندوں نے بھی کروائی ہے کہ من پسند ایجوکیٹرز کو بھرتی کرنے کے لئے متذکرہ فائلوں / درخواستوں کو بدنیتی سے غائب کروایا گیا ہے۔یہ خبر "ڈان نیوز، دن، دنیااور سچ ٹی وی" کے چینلوں پر بھی نشر ہو چکی ہے۔مورخہ 13۔دسمبر2014روزنامہ "ایکسپریس" کی اشاعت میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے بذریعہ ڈی سی او جو کہ ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کا چیئرمین ہے ایک اشتہار بھرتی ایجوکیٹرز شائع ہوا تھا۔سکیل9،14اور16 کی950اسامیاں مشتہر کی گئی تھیں۔درخواستوں کی وصولی کی آخری تاریخ مورخہ 26۔جنوری 2015مقرر تھی۔اندر میعاد تقریباً16ہزار درخواستیں موصول ہو چکی تھیں۔بھرتی پالیسی کی شرائط کے مطابق پری میرٹ لسٹ مورخہ 6۔فروری2015کو آویزاں کرنا لازم تھا۔پری میرٹ لسٹ کے ساتھ ہی ہر کیٹیگری میں سے مینارٹی اور معذوروں کے کوٹا کی میرٹ لسٹ بھی آویزاں کرنا لازم تھا تاکہ درخواست گزار جان سکیں کہ پری میرٹ لسٹ میں وہ کہاں کھڑے ہیں؟ مگر افسوسناک بات یہ ہے کہ ذمہ داران نے بدنیتی سے شرائط کے مطابق پری میرٹ لسٹ کو بھی آویزاں نہ کیا۔اندر کھاتے پروگرام یہ ہو گا کہ من پسند اور طے شدہ معاملات والوں کو بھرتی کیا جا سکے۔جس کے لئے سادہ کاغذوں پر ہی سکیل 9اور 14 کے انٹرویوز لئے جا چکے ہیں اور سکیل 16 کے انٹرویوز بھی اسی طرز پر ہو جائیں گے

دیگران میں سے جو درخواست گزار ایجوکیٹرز انٹرویوز کے لئے جاتے ہیں انہیں یہ کہہ کر ٹرخا دیا جاتا ہے کہ ان کی درخواست / فائل ہی موجود نہیں ہے۔ منصوبہ سازوں کی جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی میرٹ پالیسی کے خلاف منصوبہ بندی کے ساتھ کارروائی جاری ہے۔ میرٹ پالیسی مشکوک ہو چکی ہے۔ درخواست گزار ایجوکیٹرز "رُل" گئے ہیں۔ متاثرین ایجوکیٹرز، ان کے والدین اور لواحقین نیز عام شہری رائے عامہ کے اندر بھی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اندر بیٹھے ہوئے ذمہ داران جس جس سیٹ اور جس جس حیثیت میں بیٹھے ہوں کی متذکرہ خوفناک مجرمانہ واردات کے خلاف غم وغصہ اور شدید اضطراب پیدا ہو چکا ہے اور یہ اظہار ہو رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی میرٹ بھرتی پالیسی کدھر گئی؟ موجودہ صورتحال کے پیش نظر عوامی مطالبہ زور پکڑ گیا ہے کہ فوری طور پر ایجوکیٹرز کی غائب کی گئی درخواستوں / فائلوں کو برآمد کروایا جائے۔ مورخہ 6۔فروری2015 کو پری میرٹ لسٹ کو آویزاں کئے بغیر تمام کارروائی انٹرویوز وغیرہ کالعدم قرار دی جائے بصورت دیگر نیا شیڈول جاری کر کے ایجوکیٹرز بھرتی عمل میں لائی جائے۔ متذکرہ خوفناک مجرمانہ واردات کی انکوائری کسی بھی غیر جانبدار ایماندار انصاف پسند اعلیٰ اختیاراتی اتھارٹی سے کروائی جائے۔ ذمہ داران کے خلاف ذمہ داری کا تعین کیا جائے۔ نیز ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں ایک جملے میں آخری بات کہوں گا کہ وہ لوگ جو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایجوکیٹرز کی بھرتیوں پر وزیر اعلیٰ کی میرٹ پالیسی کی خلاف ورزی کر رہے ہیں ان کو فوری طور پر روکا جائے اور تمام ریکارڈ منگوایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس گزارش کے ساتھ مذکورہ تحریک التوائے کار کو pending کی استدعا ہے کہ جب بھی آپ ٹائم مقرر کریں گے انشاء اللہ Recruitment Committee سے متعلقہ پورا ریکارڈ منگوایا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوشش کریں کہ اسی week میں اس کا جواب منگوالیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): انشاء اللہ اسی week میں جواب منگوالیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب ذوالفقار خان، پی پی۔22 سے ہیں انہوں نے مسجد کے لئے پانچ لاکھ روپے کا اعلان کیا ہے اور رمیش سنگھ اروڑا صاحب نے مسجد کے لئے ایک لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا ہے۔ سردار صاحب!آپ کی بہت مہربانی۔ جی، شیخ صاحب!آپ بات کرنا چاہتے تھے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایل ڈی اے کا دائرہ اختیار وسیع کرنے سے لوگوں کو تعمیر کے حوالے سے نقشہ جات پاس کروانے کے معاملے کے لئے کمیٹی بنانے اور اسمبلی کی کارروائی کی کوریج کے لئے پرائیویٹ چینلز کو بھی اجازت دینے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی ایک دن آپ سے عرض کیا تھا کہ میری چھ یا سات تحاریک التوائے کار نامعلوم وجوہات کی بناء پر floor پر نہیں لائی جارہی ہیں۔ میں مجبور ہوں جب میں بہت سے معاملات دیکھتا ہوں تو مجھے پھر پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کو تکلیف دینا پڑتی ہے۔ وہ تحاریک التوائے کار تین چار مہینوں سے پڑی ہیں لیکن میں آج جو اہم بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایل ڈی اے کی jurisdictionاوکاڑہ اور گوجرانوالہ تک چلی گئی ہے۔چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں بھی اس وقت constructions منع کر دی گئی ہیں۔ایل ڈی اے سے نقشے کا پاس کروانا بہت مشکل کام ہے لوگ بہت پریشان ہیں۔ ٹی ایم اے والے نقشے پاس نہیں کر رہے ہیں۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں جو میں نے پہلے بھی کئی دفعہ floor پر آپ کی خدمت میں عرض کی ہے کہ ہمارے اجلاس کی رپورٹنگ پریس یا الیکٹرانک میڈیا میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ارکان بہت محنت کرتے ہیں کل آپ تشریف نہیں رکھتے تھے ایگریکلچر پر بات ہو رہی تھی۔ میں نے تو کوئی بات نہیں کی بہت سے لوگوں نے بات کی لیکن آج پریس میں اس کا کہیں وجود نہیں ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے کئی دفعہ یہ بات کہی ہے کہ اگر فرض کیجئے کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ پرائیویٹ چینلز اندر آسکیں یہ بات میں نے پچھلی اسمبلی میں بھی کی تھی کہ اس پر جتنا خرچہ آتا ہے وہ مجھ سے لے لیں لیکن اس ایوان کی جو محنت ہے، جو ہم عوام سے ووٹ لے کر آئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!اگر next week تک ہمارا اجلاس چلتا ہے تو next week بروز پیر بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ رکھ کر کیونکہ راناثناء اللہ خان صاحب نے آنا تھا اور ان کو بریفنگ دینی تھی لیکن وہ مصروف ہیں۔next week میں میٹنگ رکھ کر آپ کو بلاتے ہیں اور ان کو بھی بلاتے ہیں جو یہ بریفنگ دینا چاہتے ہیں ہم خود ان سے بریفنگ لیں گے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ اگر اس ایوان کی کارروائی عوام میں نہ گئی جو کہ نہیں جا رہی ہے تو ہمیں ایک دن یہ ضرور بھگتنا پڑے گا کہ لوگ ہمیں کہیں گے کہ آپ نے کیا کیا؟ کل یہاں جتنی تقاریر ہوئیں ان کا آج بڑے اخبار میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ روزنامہ "ڈان" اچھی رپورٹنگ کرتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس کے readers اتنے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر!دوسری میری بات یہ تھی کہ خدارا ایل ڈی اے پر ایک کمیٹی بنا دیں کیونکہ لوگوں کے بہت سارے معاملات اس قسم کے ہیں جو حل ہونے چاہیئں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!پہلے بھی یہ معاملہ یہاں پر اٹھایا گیا تھا جناب انیس قریشی صاحب کی طرف سے ایک سوال تھا اس پر ہم نے ایک دن یہاں پر مختص کیا ہے۔ کل کا دن ہم نے ایل ڈی اے پر بحث کے لئے رکھا ہے۔ کل میں بھی موجود ہوں گا آپ نے یہ بات کرنی ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میری عرض سن لیں۔ میرے بھائی انیس قریشی کا سوال تھا لیکن میرا اس وقت یہ کہنا ہے کہ جو ایل ڈی اے کے معاملات ہیں اس کو کمیٹی میں لائیں۔یہاں تو ہم سارا دن بحث کرتے ہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کو کمیٹی میں لائیں اور آپ کسی کو مقرر کر دیں میں ثابت کر دوں گا کہ لوگوں کو اس وقت کتنی تکالیف ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!کل آپ اس بحث میں موجود ہوں گے جب آپ بات کریں گے تو ہم متعلقہ منسٹر سے جواب لیں گے۔اس کے بعد اگر کمیٹی بنانی پڑی تو انشاء اللہ تعالیٰ کل کمیٹی بھی بنا دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ next week میں Monday والے دن بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ رکھیں۔ راناثناء اللہ صاحب نہیں ہیں تو راجہ صاحب ہوں گے، منسٹر صاحب ہوں گے اور شیخ صاحب کو بھی بلائیں۔ کیمروں کے حوالے سے ہمیں جو بریفنگ دینا چاہتے

ہیں ان کو بلائیں یہ کمیٹی اگر agree کرے گی تو ہم ان کو فائنل کر کے کراتے ہیں۔ شیخ صاحب!انشاء اللہ تعالیٰ next week میں اس کا کچھ کرتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ 10 کروڑ عوام کا یہ نمائندہ ایوان ہے اور یقیناً اس کو چلانے کے کوئی قانونی اور آئینی طریق کار بھی ہیں۔یہاں پر ممبران کی حاضری لگانے کی ایک بڑی اچھی کاوش ہوئی، حاضری لگ بھی رہی ہے اور یہ سارا کچھ چیک بھی ہو رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اسی ایوان کے اندر کئی ممبران ایسے ہیں جو کئی کئی مہینے سے اس ایوان کے اندر اپنی نمائندگی نہیں کر سکے۔اس میں ایک تو issue ان لوگوں کا ہے جو استعفیٰ دینا نہیں چاہتے ہیں اور آپ کا Good office استعفیٰ لینا نہیں چاہتا۔یہ chapter تو ایک طرف ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میاں صاحب!ایسی بات نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!نہیں، میں آئینی طور پر گزارش کرنا چاہ رہا ہوں اور آپ یقیناً اس میں ہماری راہنمائی فرمائیں گے کہ وہ ممبران جو کئی کئی مہینوں سے یہاں تشریف نہیں لائے تو ان کو حاضری سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے کہ وہ پانچ سال تک اس ایوان کا حصہ نہ بھی بنیں تو پھر بھی وہ اس ایوان کے ممبر رہیں گے جبکہ آئین کے اندر یہ چیز موجود ہے۔۔۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!اس پر کسی اور وقت بات ہو گی۔ جی،اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مسودہ قانون اور مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ میرے چیمبر میں آجائیں میں اس پر آپ کو بتاؤں گا۔ جی، میاں خرم جہانگر وٹو!

مسودہ قانون(ترمیم)کم عمری کی شادی کی ممانعت2015

MIAN KHURRAM JAHANGIR WATTOO: Mr Speaker! I move:

"That leave be granted to introduce the Child Marriage Restraint (Amendment) Bill 2015."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That leave be granted to introduce the Child Marriage Restraint (Amendment) Bill 2015."

The motion moved and the question is:

"That leave be granted to introduce the Child Marriage Restraint (Amendment) Bill 2015."

(The motion was carried.)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے تھوڑا سا بریف بھی کرنا چاہوں گا کہ یہ ایک بڑا تاریخی Bill ہے جو یہاں متعارف کرایا گیا ہے۔ آپ کی مہربانی ہے اور میں حکومت کا بھی شکریہ ادا کروں گا کہ جس نے اس Bill کو oppose نہیں کیا۔ یہ Child Marriage Restraint Act 1929 کے بعد آج 2015 میں پیش ہو رہا ہے یعنی تقریباً ایک صدی کے قریب اس قانون کو ہو گیا ہے اور آج اس میں تبدیلی ہو رہی ہے۔ آپ دیکھئے کہ human rights کی جتنی violations آپ کے پاکستان میں ہو رہی ہیں، یہاں پر بچوں کے حوالے سے زیادتی ہوتی ہے اور بڑی عمر کے لوگوں کو بچوں کے ساتھ شادی پر مجبور کیا جاتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس کی ہر clause پر بحث ہو چکی ہے۔ اب میرا خیال ہے اس کو refer کرنے دیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں wind up کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ اس پر بولیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! اس میں افسوس کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی minor age major سے شادی کرتا ہے تو اس پر ایک ہزار روپے جرمانہ اور ایک مہینے کی قید تھی۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: The Child Marriage Restraint (Amendment) Bill 2015 has been introduced in the House under Rule 94 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997and is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development with the direction to submit its report within two months.

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! احسن ریاض فتیانہ صاحب کافی دیر سے پوائنٹ آف آرڈر مانگ رہے ہیں۔ پہلے ان کو بات کرنے دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ اب میں سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ اس ایوان کے معزز ممبران کا اور فنانس کمیٹی کے decision کے implementation کا بڑا پرانا issue چل رہا تھا۔ ماشاء اللہ آپ نے اس پر بڑا مثبت قدم اٹھایا اور سپیشل کمیٹی نمبر 6 بنائی۔ میرے خیال میں کل اس کی recommendations table ہو گئی ہیں۔ اب میری request ہے کہ kindly جس طرح آپ نے اس ایوان اور اس کے سٹاف پر اتنی شفقت کی ہے اسی طرح سے kindly ensure کرائیں کہ ان decisions پر concerned department جلد از جلد implementation کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد implement کرایا جائے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری آپ سے ایک request یہ بھی ہے کہ کل شوگر کین اور ایگریکلچر پر discussion ہوئی تھی تو شوگر کین کی payment کا ایک بہت major issue چل رہا ہے۔ kindly اگر ہو سکے تو اس پر ایک سپیشل کمیٹی constitute کر دیں جو کہ payment کو ensure کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! کل منسٹر صاحب یہاں پر موجود تھے۔ انہوں نے بتایا تھا کہ 86 percent payment ہو چکی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب!آپ میری بات سن تو لیں۔ انہوں نے یہاں پر کہا تھا کہ اگر کسی بھی مل کے حوالے سے کوئی بھی complaint ہے تو ان کے نالج میں لائیں۔ کین کمشنر on the spot جائے گا اور within a day problem کو resolve کرے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں ایک بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے نہ بتائیں۔ اگر آپ کا کوئی اس قسم کا معاملہ ہے تو ہمارے منسٹر بلال یٰسین صاحب کو مل لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! ہماری اس سلسلے میں ایک میٹنگ ہوئی تھی اور ہم نے پچھلے سال اسی طرح لسٹ دی تھی، ہم نے ان کو CPLG کی کاپی دی تھی تو اس کا یہ reaction ہوا کہ ہم نے جن کی کاپی دی ان کا آج تک کچھ نہیں بنا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک کام کریں کہ منسٹر بلال یٰسین صاحب کو جا کر ملیں میں ان کو کہہ دوں گا۔ آپ کو جہاں پر بھی problem آ رہا ہے وہ resolve کروائیں گے اور میں خود بھی ان سے پوچھوں گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے مختصر سی بات عرض کرنی ہے۔ میں نے پہلے بھی بات کی تھی کہ پی آئی اے نے کل چوتھی دفعہ عمرے کے کرایوں میں اضافہ کیا ہے جبکہ اخبارات میں یہ بات آئی تھی کہ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اس مہینے اضافہ expected ہے لیکن وفاقی وزیر خزانہ جناب اسحاق ڈار نے اس کو rule out کیا اور کہا کہ ہم مارچ میں پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کوئی increase نہیں کریں گے۔ last time جب تیسری دفعہ اضافہ ہوا تھا تو میں نے یہ point raise کیا تھا اور چیئر کی طرف سے حکومت کو direction گئی تھی کہ اس کو دیکھا جائے۔ یعنی پی آئی اے نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ چوتھی دفعہ اضافہ کیا ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ کہوں گا کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ federal government کا subject ہے۔ آپ اس پر ایک resolution لے آئیں تو ایوان میں اس پر voting کرا کر اسے federal government کو

بھجوا دیتے ہیں۔اگر آپ ان کے روّیہ کے خلاف point raise کرنا چاہتے ہیں تو یہ زیادہ بہتر ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!دوسری بات یہ کرنی تھی کہ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے حوالے سے PAC-1 کی پچھلی میٹنگ میں یہ سارا معاملہ آیا تھا جب یہ ہماری کمیٹی functional تھی اور اتفاق سے اس دن چیئرمین میاں محمود الرشید صاحب نہیں تھے تو میں Chair کر رہا تھا تو اس پر کافی بحث ہوئی۔ میں نے سیکرٹری عبدالجبار شاہین صاحب سے گزارش کی کہ آپ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن بنا کر پورے پنجاب کے examinations conduct کراتے ہیں تو اس کے اندر بہت ساری خرابیاں ہیں۔ یعنی ڈویژنل سطح جو بورڈ ہیں وہ پوری طرح اپنے کام کو نہیں کر پاتے تو آپ پورے پنجاب میں examination conduct کر رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،ایجوکیشن منسٹر صاحب جس دن موجود ہوں اس دن بات کر لینا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!اب اس بارے میں بہت ساری شکایات پیدا ہو رہی ہیں۔ منسٹر ایجوکیشن تو لاپتا ہو چکے ہیں۔ان کے خلاف تو ایف آئی آر درج کرائیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:ڈاکٹر صاحب!نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!گورنمنٹ ان کو برآمد کرے،وہ بے چارہ کس حال میں ہے۔آج بھی ایجوکیشن کے حوالے سے بہت اہم معاملہ تھا اور وہ آج بھی تشریف نہیں لائے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:چلیں!وہ جس دن آئیں گے تو آپ بات کر لینا۔اب جن حضرات نے مسجد کے حوالے سے donation دیا ہے تو ان کا بھی تھوڑا سا شکریہ ادا کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں ان سب کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بالخصوص ہمارے شیخ علاؤالدین صاحب نے سب سے گراں قدر 25 لاکھ روپے کا عطیہ دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے سارے ممبران انشاءاللہ اس میں گراں قدر donation دیں گے اور خصوصاً ہمارے بھائی جو سکھ اقلیت سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے خصوصی طور پر contribute کیا ہے اور ہم سب اس حوالے سے ان کے شکر گزار ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:چنیوٹی صاحب!آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:جناب سپیکر!میں بھی ڈاکٹر صاحب والی بات کرنا چاہتا ہوں کہ پی آئی اے والوں نے جو عمرے کے کرایوں میں اضافہ کیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چنیوٹی صاحب!اس پر بات ہو گئی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: مسجد کے معاملے میں آپ نے آج Chair کیا،آپ کی توجہ کی وجہ سے وہ دیرینہ مسئلہ جو پچیس سال سے دبا ہوا تھا الحمد للہ clear ہو گیا ہے ، فیصلہ بھی ہو گیا ہے تو میں آپ کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چنیوٹی صاحب!آپ سب کو اس پر مبارک ہو، یہ واقعی ایک پرانا مسئلہ تھا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حل ہو گیا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی :جناب سپیکر!ہمارے سکھ بھائی رمیش سنگھ اروڑا نے مسجد میں جو حصہ ڈالا ہے یہ ہمارے جذبات کو بھی برانگیختہ کرتے ہیں۔اسی طرح ہمارے ایک ساتھی شیخ علاؤالدین صاحب نے بھی پچیس لاکھ روپے کا عطیہ دیا اور میں نے بھی اپنی ایک ماہ کی تنخواہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ میں سارے ممبران سے بھی request کرتا ہوں کہ وہ بھی دل کھول کر عطیہ دیں۔

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب قائم مقام سپیکر:آپ کا اگر یہی جذبہ ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسجد بہت جلد تعمیر ہو جائے گی۔اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قرار دادوں کو لیتے ہیں۔پہلی قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے،ان کی طرف سے یہ request آئی ہوئی ہے کہ اس قرارداد کو pending کر دیا جائے لہذا اس قرارداد کو ہم pending کرتے ہیں۔دوسری قرارداد شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔جناب سپیکر!میں نے اس سے قبل بھی اسی نوعیت کی ایک قرارداد جمع کروائی تھی اور یہ کوئی چھ ماہ پہلے کی بات ہے۔ میں نے جب اس سلسلے میں اسمبلی سیکرٹریٹ سے رابطہ کیا تو پتا چلا کہ ، جناب سپیکر!پہلے آپ ایوان کو in order فرمادیں۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی،آپ بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر!اس قرارداد کو اس لئےtake up نہ کیا گیا کہ شاید وہconstitution کے against تھی۔اس میں، میں نے یہ گزارش کی تھی کہ جو تعلیم کی گرتی ہوئی صورتحال ہے یا جو ہمارا دُہرا معیار تعلیم ہے اور ہمارے جو سرکاری تعلیمی ادارے ہیں ان کو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:شیخ صاحب!آپ اپنی قرارداد کو پہلے پڑھ دیں،اس کے بعد بات کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد:اس کے بعد پھر میں اس پر تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:اگر کسی نےoppose کیا تو پھر بات کریں گے۔

معیار تعلیم کے اضافے کے لئے ممبران اسمبلی اور بیوروکریٹس کو اپنے بچے سرکاری تعلیمی اداروں میں داخل کروانے کی ترغیب دلانا

شیخ اعجاز احمد:جی۔ٹھیک ہے۔میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری تعلیمی اداروں کے معیار تعلیم میں اضافے نیز متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والے طلباء وطالبات کے احساس محرومی کے خاتمہ کے لئے ممبران اسمبلی اور بیوروکریٹس کو ترغیب دی جائے کہ وہ اپنے بچوں کو سرکاری تعلیمی اداروں میں داخل کرائیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر:یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری تعلیمی اداروں کے معیار تعلیم میں اضافے نیز متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والے طلباء وطالبات کے احساس محرومی کے خاتمہ کے لئے ممبران اسمبلی اور بیوروکریٹس کو ترغیب دی جائے کہ وہ اپنے بچوں کو سرکاری تعلیمی اداروں میں داخل کرائیں۔"

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں اس قرارداد کوoppose کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:ڈاکٹر سید وسیم اختر نے اس قرارداد کوoppose کیا ہے۔شیخ صاحب!اب آپ اس پر بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحب نے جو اسےoppose کیا ہے،مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے ایک ماحول فراہم کیا ہے کہ میں اس قرارداد پر بات کروں۔جب میں یہ قرارداد لے کر آیا تھا تو اس کے

پیچھے ایک spirit تھی۔ میں نے سب سے پہلے اپنے گھر سے ہی اس کا آغاز کیا اور میں نے اپنے دونوں بیٹوں شہروز اعجاز، علی حیدر کو جو میرے بیٹے ہیں، میں نے دونوں کو پرائیویٹ سکول سے اٹھا کر اپنے حلقہ کے ایک پبلک سکول میں داخل کروایا جس کا نام اے۔بی ماڈرن ہائی سکول ہے۔اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ جو دہرا معیار ہے، دہری پالیسی ہم adopt کئے ہوئے ہیں، اس میں ہمیں چاہئے کہ جب تک ہم ممبران قومی، صوبائی اسمبلی، بیوروکریٹس اور سرکاری ملازمین ہم نے اپنے ان اداروں کو ownership نہ دی، جب تک انہوں نے اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں داخل نہ کروایا تو اس وقت تک ہم کسی غریب کے بچے کو جو deprived feel کرتا ہے اور سرکاری ادارے میں پڑھ رہا ہے اس وقت تک ہم اس کا دکھ محسوس نہیں کر سکتے۔ میں نے جب اپنے بیٹوں کو سرکاری سکول میں داخل کروانے کے لئے پرائیویٹ سکول سے اٹھایا تو سب سے پہلے میری مسز نے مجھ سے بات کی کہ لوگ تو اچھی تعلیم دینے کے لئے بچوں کو دیگر اداروں میں لے کر جاتے ہیں۔آپ نے اپنے بچوں کے لئے سرکاری سکول کا چناؤ کر لیا ہے، اس پر میں نے اپنے بیٹوں کی بھی کونسلنگ کی اپنی مسز سے بھی request کی کہ میں اپنے بچوں کو اپنے حلقہ کے ان بچوں کے ساتھ بٹھانا چاہتا ہوں جن کے والدین کے ووٹوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ممبر صوبائی اسمبلی بنایا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ یقین جانیں کہ میرے اس اقدام کے ساتھ لوگوں نے اس کو بہت زیادہ appreciate کیا اور آپ کے اس ایوان کی عزت و توقیر اقوام عالم تک پہنچی اور ایک این جی او نے اس کو promote کیا اور پوری دنیا میں یہ message گیا کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران صوبائی اسمبلی اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں لے کر جا رہے ہیں۔ ہمارے پنجاب میں اس کا آغاز ہوا ہے اور ہمارے ممبران اپنے بچوں کو اس لئے سرکاری سکولوں میں لے کر جا رہے ہیں کہ وہ چیف منسٹر پنجاب جنہوں نے ایجوکیشن کے اندر ایک انقلاب برپا کیا ہوا ہے۔ان کی وژن کے مطابق جنہوں نے اب اس سفر کا آغاز کر دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے جب میرے دیگر دوست اور ہمارے بیوروکریٹس بھی اس پر عمل کریں گے۔آپ ملاحظہ فرمائیں اس کے پیچھے spirit کیا ہے؟ جو سرکاری سکول کے پرنسپل ہیں، جو ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس ہیں۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں اذان سے پہلے یہ گزارش کر رہا تھا کہ ہمارے سرکاری سکولوں کے جو پرنسپل صاحبان ہیں یا ہیڈ مسٹریس اور ہیڈ ماسٹر صاحبان ہیں، جب چھٹی ہوتی ہے تو اس سے آدھ گھنٹہ پہلے اپنے ڈرائیور کو کہہ رہے ہوتے ہیں کہ میرے بیٹے کو جا کر فلاں سکول سے لے آؤ۔ یہ جو دہرا معیار ہے اور یہ جو دہرا طریق کار ہے، آپ دیکھیں جب تک ہم خود ownership نہیں لیں گے، ہم خود سرکاری سکولوں میں نہیں جائیں گے اس وقت تک معیار تعلیم بہتر نہیں ہو سکتا۔ آپ ان سرکاری سکولوں کو اپ گریڈ کرنا چاہ رہے ہیں، ان میں سہولیات بہم پہنچانا چاہتے ہیں ان کو ہم کیسے ترقی دے سکتے ہیں؟ لہذا میری گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد پر نہ صرف اس ایوان کی کھل کر رائے آنی چاہئے۔ میں نے سیکرٹری اسمبلی سے جب ملاقات کی تھی تو اس وقت بھی میں نے ان سے کہا تھا کہ قرارداد یں، سوالات اور تحاریک التوائے کار، اس ایوان کا حسن ہیں اور ہم آئے ہی اس لئے ہیں کہ اس صوبے کے دس کروڑ عوام کے نمائندہ ایوان میں آکر debates کریں، ہمارا تو mandate ہی یہی ہے۔ لوگ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں اور آج اس قرارداد پر میں یہ چاہوں گا کہ تمام ممبران اظہار خیال کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس پر رائے لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ بات کرنا چاہیں گے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے قرارداد پیش کی جس کی میں نے مخالفت کی ہے چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی جو intention ہے یہ قرارداد اس کی خلاف ورزی ہے۔ گورنمنٹ کی intention یہ ہے کہ اس ملک کے اندر تعلیم کا کوئی قبلہ نہ ہو، تعلیم مادر پدر آزاد ہو، یہاں مختلف ذریعہ ہائے تعلیم چلتے رہیں اور ہم قوم نہ بن سکیں۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد جب یہ devolve ہوا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! انہوں نے تو اسے oppose نہیں کیا بلکہ آپ نے کر دیا ہے۔ آپ قرارداد کے حق میں بات کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں قرارداد کے خلاف بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ قرارداد کے خلاف نہیں بلکہ حق میں بات کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں حق میں کب بات کر رہا ہوں؟ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب!آپ نے قرارداد oppose کی ہے اور اب حق میں بات کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر آپ گورنمنٹ کو تو blame نہ کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!اس ملک کو اس بات کی ضرورت ہے کہ یہاں یکساں نظام تعلیم ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہی بات تو انہوں نے کی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: انہوں نے تو کہا ہے کہ سرکاری تعلیمی اداروں میں بچے داخل کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو یہ ایک ہی بات ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے جو قرارداد پیش کی ہے یہ گورنمنٹ کی پالیسی کے خلاف جا رہی ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ قرارداد گورنمنٹ کی پالیسی کے خلاف نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے بھی oppose کیا تھا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں نے بھی اسے oppose کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب نے oppose کیا تھا آپ نے تو نہیں کیا تھا۔ڈاکٹر صاحب!آپ تشریف رکھیں۔اب آپ جانے دیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ سرکاری تعلیمی اداروں کے معیار تعلیم میں اضافے نیز متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے طلباء اور طالبات کے احساس محرومی کے خاتمے کے لئے ممبران اسمبلی اور بیوروکریٹس کو ترغیب دی جائے کہ وہ اپنے بچوں کو سرکاری تعلیمی اداروں میں داخل کرائیں۔
>
> (قرارداد منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: تیسری قرارداد جناب علی سلمان صاحب کی ہے۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ قرارداد dispose of کی جاتی ہے۔ چوتھی قرارداد جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر آپ Rules of Procedure کو follow کریں۔ جب قرارداد آتی ہے تو آپ اسے ایوان میں put کرتے ہیں اس کے بعد ووٹنگ ہوتی ہے۔ ملک احمد خان صاحب اور امجد جاوید صاحب نے اسے oppose کیا Rules of Procedure میں یہ ہے کہ آپ انہیں ٹائم دیں تاکہ وہ اپنا مطمع نظر پیش کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! ایک تو میں نے سنا نہیں تھا کہ انہوں نے oppose کیا ہے دوسرا میں نے ان سے request کر لی تھی۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، احمد شاہ کھگہ صاحب!

روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاکت کے ذمہ داروں کو سخت سزا اور بھاری جرمانے کرنے کا مطالبہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہونے والے افراد کے ذمہ داران کو سخت سے سخت سزا دینے کے ساتھ ساتھ ان پر بھاری جرمانے بھی عائد کئے جائیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہونے والے افراد کے ذمہ داران کو سخت سے سخت سزا دینے کے ساتھ ساتھ ان پر بھاری جرمانے بھی عائد کئے جائیں۔"

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! Not opposed.

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہونے والے افراد کے ذمہ داران کو سخت سے سخت سزا دینے کے ساتھ ساتھ ان پر بھاری جرمانے بھی عائد کئے جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! میں اس پر question put کر چکا تھا آپ بعد میں اٹھ جاتے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں بڑی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! سیکرٹری اسمبلی آپ کو brief کر سکتے ہیں کہ یہ ایوان روڈ ایکسیڈنٹ کے متعلق قانون سازی کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور penalty بڑھانے کے لئے law پاس کر سکتا ہے۔ اس ایوان کے اندر یہ قرارداد پاس کرنا جس کی قانون سازی کا آپ کے پاس اختیار ہے for goodness sake ایسا نہ کریں۔ یہ بالکل violation of the procedure ہے۔ یہ رولز کی violation ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میرے بھائی قانون دان ہیں اور میں بھی قانون کا ایک چھوٹا سا طالب علم ہوں۔ گورنمنٹ اس پر already جرمانے اور سزائیں بڑھا چکی ہے اس حوالے سے میں نے اسے oppose نہیں کیا۔ اگر وہ جان بوجھ کر چھلانگ لگا کر گاڑی کے آگے آجاتا ہے پھر تو ایسی بات نہیں آسکتی۔

MALIK MUHAMMAD AHMED KHAN: You are sitting on the Government Benches as a Minister. You are responsible to answer in the spirit of the question.

میری گزارش سنیں! آپ دیکھیں کہ اس ایوان کے پاس یہ اختیار ہے کہ یہ قانون سازی کرے، قانون پاس کرے، آپ جس چیز کے متعلق قانون سازی کر سکتے ہیں اس کے متعلق اس ایوان کے اندر قرارداد لانا کیا یہ پورے spirit کو demolish کرنے کے مترادف نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ملک محمد احمد خان صاحب!آپ کو ابھی خیال آگیا ہے، جب یہ قرارداد آئی تھی تو اس وقت آپ کو خیال آیا؟آپ پہلے بات کر لیتے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!اسے تو اسمبلی چیمبر میں سیکرٹریٹ کو deny کر دینا چاہئے تھا۔آپ کے پاس اختیار ہے۔۔۔

MINISTER FOR HUMAN RIGHTS AND MINORITIES AFFAIRS (Mr Khalil Tahir Sindhu): Mr Speaker! According to Law after the 18th Constitutional amendment.

جب Concurrent List ختم ہوئی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک محمد احمد خان صاحب!منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اٹھارہویں ترمیم کے بعد جب Concurrent List ختم ہو گئی تو اس کے بعد یہ قانون سازی ہوئی ہے لیکن کسی ممبر کو اس بات سے منع نہیں کر سکتے کہ وہ قرارداد نہ لائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک محمد احمد خان صاحب!آپ اس بارے میں بل لے کر آ جائیں۔انہوں نے آج یہ قرارداد پیش کی ہے اور آج ہی آپ کو یہ بات یاد آ گئی ہے۔آپ کو سارے رولز بھی یاد آ گئے ہیں۔ آپ اس پر بل لے کر آئیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!میں آپ سے یہی تو کہہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر بل لے کر آئیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!آپ میری بات تو سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!میرا بڑا simple particular سا سوال ہے، میں کوئی گھما پھرا کر بات نہیں کر رہا۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ جہاں پر قرارداد لے کر آ رہے ہیں یہ تو ایک recommendatory force ہے آپ کی resolution just has a recommendatory force آپ نے جو بے تحاشا resolutions بھیجی ہیں وہ واپس منگوائیں ان پر آج تک implement نہیں ہو سکا۔یہ آپ کے پاس اختیار ہے کہ آپ اس پر قانون سازی کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک محمد احمد خان صاحب! میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔

ملک محمد احمد خان: آپ جس چیز پر قانون سازی کر سکتے ہیں اس پر قرارداد نہیں آ سکتی۔ یہ غلط ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! قرارداد آ سکتی ہے ہم کسی ممبر کا right نہیں لے سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پانچویں قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

بھارت سے ڈیوٹی فری اجناس کی درآمد پر ٹیکس عائد کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ بھارت سے ڈیوٹی فری زرعی اجناس کی درآمد سے مقامی کسان کو مسلسل نقصان پہنچ رہا ہے لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اجناس کی درآمد پر ٹیکس عائد کرے تاکہ مقامی کسان اپنی محنت کا پورا صلہ پا سکے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ بھارت سے ڈیوٹی فری زرعی اجناس کی درآمد سے مقامی کسان کو مسلسل نقصان پہنچ رہا ہے لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اجناس کی درآمد پر ٹیکس عائد کرے تاکہ مقامی کسان اپنی محنت کا پورا صلہ پا سکے۔"

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! although this is a federal subject لیکن حکومت پنجاب کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور ہم یقیناً اس پر متفق ہیں۔ ہم SAFTA کے ممبر ہیں اور کوئی بھی چیز درآمد ہو گی تو وہ فیڈرل گورنمنٹ کرے گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! انہوں نے oppose کیا ہے۔ آپ اس پر بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ میں وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم اسے oppose نہیں کرتے۔ یہ اس حوالے سے بالکل درست ہے شاید میرے بھائی

نے کوئی خاص بات کرنی ہے جس طرح میں پہلی قرارداد پر کرنا چاہتا تھا اس لئے انہوں نے oppose کر کے مجھے بھی بات کرنے کا موقع عطا کیا ہے۔ گزارش ہے کہ میں نے جو قرارداد دی ہے یہ ایوان پنجاب کے کسانوں کو represent کرتا ہے کیونکہ majority of the members جو یہاں بطور ایم پی ایز turn up ہوئے ہیں یہ پنجاب کے کسانوں کے علاقے سے ہی آئے ہیں، دیہات سے آئے ہیں اور ہم اس حوالے سے بڑے conscious ہیں کہ ہمارا کسان بھائی جو اس ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور اسی کی بنیاد پر ہمارے ملک کے اندر جو انڈسٹری چلتی ہے اس میں سے 80 فیصد انڈسٹری agro based ہے ہمیں اس حوالے سے ان کے مفادات اور حقوق کا تحفظ کرنا چاہئے۔ یہ جو تجارت ہے اور بالخصوص جب جنرل مشرف صاحب حاکم رہے تو انہوں نے مسئلہ کشمیر کے حوالے سے اسے اس طرح لیا کہ ہم پہلے دوسرے issues پر بات کر لیں کشمیر کو بعد میں لے لیں گے اور پھر تجارت کھولنے کے حوالے سے باتیں شروع کر دیں۔ اس حوالے سے اور بھی بہت سارے معاملات شروع کئے اس کا سراسر فائدہ ہندوستان کے حق میں جانا شروع ہو گیا۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ ہندوستان کے بہت سارے صوبوں کے اندر یہ حالات ہیں کہ وہاں پر کسانوں کو زرعی مقاصد کے لئے ٹیوب ویلوں کے لئے بجلی مفت فراہم کی جاتی ہے، وہاں بہت سارے صوبوں میں جہاں پر زرعی اجناس پیدا ہوتی ہیں ان کو وہ 50 فیصد رعایت پر پٹرول اور ڈیزل فراہم کرتے ہیں۔ اسی طرح جو زرعی inputs اور زرعی آلات ہیں اس کے اندر اُن کی حکومت انہیں subsidy دیتی ہے۔ اسی طرح انڈیا کے اندر جتنے بھی زرعی inputs ہیں ان پر انہوں نے GST معاف کیا ہوا ہے۔ وہ باقی چیزوں پر GST لگاتے ہیں لیکن زرعی inputs پر GST نہیں لگاتے۔ اس کے نتیجے میں اُن کا کسان جو بھی اجناس پیدا کرتا ہے وہ بہت سستی ہوتی ہیں۔ ہم آلو، پیاز، ٹماٹر اور بہت ساری دوسری چیزیں انڈیا سے پاکستان میں درآمد کر رہے ہیں اور وہ جب یہاں پر آتی ہیں تو اس کی قیمت بہت کم ہوتی ہے۔ ہمارے پاکستان میں زرعی inputs پر بھی GST لگا ہوا ہے، ہم کسانوں کو زرعی مقاصد کے لئے بجلی مفت تو کیا subsidize بھی نہیں کرتے۔ پچھلی اسمبلی کے اندر میں نے اس حوالے سے ایک قرارداد پیش کی تھی جس میں یہ گزارش کی گئی تھی کہ جس طرح ہندوستان کے کئی صوبوں کے اندر کسانوں کو زرعی مقاصد کے لئے بجلی مفت دی جاتی ہے اسی طرح ہمارے صوبہ پنجاب کے اندر بھی کسانوں کو بجلی مفت مہیا کی جائے۔ مجھے یاد ہے کہ ایوان میں وزیر زراعت اس کی مخالفت کے لئے کھڑے ہوئے تو سپیکر صاحب نے ان کو بٹھا دیا کہ آپ یہ کیا message دے رہے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے کسانوں کے حق میں بات کی ہے تو آپ کو اس طرح

کھڑے ہو کر اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔ سپیکر صاحب نے فرمایا کہ اجلاس جاری رہے گا لیکن ڈاکٹر صاحب، وزیر زراعت اور دو مزید معزز ممبران لابی میں چلے جائیں اور اس point پر ڈاکٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں اور کوئی agreeable formula بنائیں۔ ہم باہر چلے گئے، کوئی 30 یا 45 منٹ بحث کرنے کے بعد اتفاق رائے سے یہ طے ہو گیا کہ ہم وفاقی حکومت کو سفارش کریں کہ کسان کو زرعی مقاصد کے لئے ٹیوب ویل چلانے کے لئے بجلی کے نرخوں میں پچاس فیصد rebate دی جائے۔اس وقت جو وزیر زراعت تھے انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب مجھے اجازت دیں تاکہ میں یہ قرارداد خود پیش کروں۔ میں نے کہا کہ بے شک آپ یہ قرارداد پیش کر لیں کیونکہ مجھے اپنے حوالے سے اخبار میں کوئی سرخی نہیں لگوانی بلکہ میں تو کسان کا مفاد چاہتا ہوں۔اگر کسان کے مفاد کے لئے کوئی کام ہو رہا ہے تو اسے بے شک منسٹر صاحب پیش کر لیں تاکہ حکومت کا بول بالا ہو جائے تو منسٹر صاحب نے ایوان میں وہ قرارداد پیش کی اور منظور ہو گئی۔اس کے بعد وہ قرارداد وفاقی حکومت کے پاس چلی گئی، وہاں اس کا جو بھی نتیجہ نکلا اس پر میں بحث نہیں کرتا۔اسی طرح ہم بار بار یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ کسانوں کو زرعی مقاصد کے لئے پٹرول یا ڈیزل پر rebate دیا جائے کیونکہ جب بجلی نہیں ہو گی تو انہوں نے اپنے ٹیوب ویل ڈیزل پر چلانے ہوتے ہیں۔اس طرح کسان کو اس کی فصل کا پورا معاوضہ مل جائے گا اور لوگوں کو بھی سستی قیمتوں پر زرعی اجناس مل سکیں گی۔ ہم اپنے کسان کو یہ سہولتیں فراہم نہیں کرتے، زرعی اجناس ہندوستان سے خریدتے ہیں اور اس عمل سے ہم اپنے کسانوں کا معاشی قتل کر رہے ہیں۔ میں نے انٹرنیٹ سے statistics نکالے ہیں، بعض NGOs اس حوالے سے advocate کرتی ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ تجارت ہونی چاہئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم ہندوستان سے بیس روپے کی چیز منگواتے ہیں تو ہندوستان پاکستان سے صرف ایک روپے کی چیز منگواتا ہے یعنی پاکستان اور ہندوستان کے درمیان زرعی اجناس کی تجارت کا تناسب 20:1 کا ہے اور اس کا سراسر نقصان ہمارے چھوٹے کسان کو ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری طرف ہندوستان نے پاکستان سے جانے والی مصنوعات پر بہت ساری قدغن لگا رکھی ہیں، ان کے اُوپر ہندوستان نے مختلف taxes لگائے ہوئے ہیں اور ہندوستان کا اس حوالے سے دُہرا معیار ہے۔ زرعی اجناس کے علاوہ پاکستان سے کوئی چیز ہندوستان جا رہی ہے تو اس کے اُوپر انہوں نے بے جا taxes لگائے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے صنعت کاروں اور چھوٹے کسانوں کو نقصان ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! گزارش ہے کہ اس حوالے سے یہ ایک بہت ہی مثبت قرارداد ہے۔ ہماری طرف سے یہ قرارداد کسانوں کی حق رسی کے لئے دی گئی ہے۔اس قرارداد کے پاس ہونے سے پنجاب اسمبلی کی طرف سے ایک بہت اچھا message کسانوں کو جائے گا کہ پنجاب اسمبلی کا ایوان کسانوں کے بارے میں سوچتا ہے اور انہی کا نمائندہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح منسٹر صاحب نے اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی میرے بھائی میاں نصیر صاحب بھی اس کے حق میں بات کریں گے۔یہ قرارداد منظور ہونے سے ایک اچھا message جائے گا اور وفاقی حکومت کو بھی اس کے اُوپر غور کرنا پڑے گا کیونکہ اتنے بڑے صوبہ کے نمائندہ ایوان نے اس کی سفارش کی ہوگی۔اس قرارداد کے پاس ہونے سے اس ملک کے چھوٹے کسانوں کو بہت فائدہ ہوگا اور اُن کی مشکلات کا ازالہ ہو سکے گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پہلے تو میں ایک وضاحت کر دوں کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ شاید میں نے ان کو بات کرنے کا موقع دینے کے لئے اس قرارداد کی مخالفت کی ہے۔ بالکل ایسی بات نہیں ہے بلکہ میں ہمیشہ سے اس قسم کی rigid سوچ کا مخالف رہا ہوں اور انشاء اللہ رہوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کے کسانوں اور تاجروں کو معاشی نقصان سے بچانے کی کوشش نہیں ہے بلکہ ایک خاص طبقے، پارٹی کی فکر اور سوچ ہے جس کی نمائندگی کرتے ہوئے اس ایوان کے اندر یہ قرارداد لائی گئی ہے۔اس طبقے کی یہ سوچ ہے کہ آپ پوری دنیا کے ساتھ تجارت کر لیں، اسرائیل، امریکہ اور ہر ملک سے کر لیں لیکن انڈیا سے نہ کریں۔ ہمارے گھروں میں بے شک ان کے ڈرامے اور فلمیں چلیں، ہمارے لاکھوں مریض وہاں پر علاج کرانے کی غرض سے جائیں لیکن انڈیا سے تجارت نہ کی جائے۔

جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی جس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی ہے۔ان کے پاس کوئی ایسے facts نہیں کہ آیا اس تجارت سے پاکستان کو کوئی نقصان ہو رہا ہے یا نہیں؟ انہوں نے ایک خاص سوچ سے مرغوب ہوتے ہوئے یا شاید ڈرتے ہوئے اور کوئی facts جانے بغیر کہا کہ میں اس قرارداد کی مخالفت نہیں کرتا۔ میرے خیال میں یہ مناسب بات نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کی دنیا میں ہم پاکستان کو isolation کے اندر نہیں رکھ سکتے۔ یہ کیسا پاکستان ہے کہ جب ہم انڈیا سے تجارت کی بات کرتے ہیں تو یہاں سب سے پہلے اسلام کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اور یہاں پر ایک خاص طبقے کو پریشانی ہوتی ہے۔اس طبقے کو پریشانی تب کیوں نہیں ہوتی جب معاشی طور پر اس ملک کے اندر ایک غریب ماں دو وقت کی روٹی نہ ملنے کی وجہ سے ٹرین کے آگے لیٹ کر خودکشی کرتی

ہے؟جب یہاں ہسپتالوں میں ادویات نہیں ملتیں اور لوگ مرتے ہیں،اس معاشی تنگی اور بھوک کی وجہ سے لوگ اس ملک اور مذہب کے خلاف جاتے ہیں تب ان کو خیال کیوں نہیں آتا؟جب ہم انڈیا سے تجارت کی بات کرتے ہیں تو یہ مخالفت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی قرارداد جو facts and figures کے بغیر ہو اسے اس ایوان کے اندر پاس نہیں ہونا چاہئے۔یہ صوبے کا نمائندہ ایوان ہے اور اس نے سوچ سمجھ کر یہاں پر فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔اس ایوان نے کوئی جذباتی فیصلہ نہیں کرنا۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ صرف جذبات کی عکاسی کرنے کی خاطر کوئی ایسی قرارداد جو کہ تجارت کے حوالے سے ہو اور اس کے اندر facts and figures بھی پیش نہ ہوں پاس نہیں ہونی چاہئے۔بہت شکریہ

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں انتہائی احترام اور افسوس کے ساتھ عرض کروں گا کہ میرے فاضل ممبر میاں نصیر صاحب نے اس قرارداد کو پڑھا نہیں ہے۔ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے کہیں پر بھی یہ نہیں کہا کہ بھارت کے ساتھ تجارت نہ کی جائے اگر وہ اس کو پڑھ لیتے تو اچھا ہوتا۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے اپنی تقریر میں بار بار یہی کہا ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اگر انہوں نے اپنی تقریر میں کوئی ایسی بات کی ہے تو میں اس پر قدغن نہیں لگا سکتا لیکن اس قرارداد میں لکھا گیا ہے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ بھارت سے ڈیوٹی فری زرعی اجناس کی درآمد سے مقامی کسان کو مسلسل نقصان پہنچ رہا ہے لہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اجناس کی درآمد پر ٹیکس عائد کرے تاکہ مقامی کسان اپنی محنت کا پورا صلہ پا سکے"۔

This is the resolution. I don't know what is the mystery in it and why my learned member is opposing it?

میاں نصیر احمد:کیا آپ نے ڈاکٹر صاحب کی تقریر نہیں سنی؟انہوں نے اپنی تقریر میں بار بار یہی کہا ہے کہ بھارت کے ساتھ تجارت نہ کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!آپ تشریف رکھیں۔منسٹر صاحب کی پوری بات سُن لیں کیونکہ انہوں نے آپ کی پوری بات تسلی سے سُنی ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!اس قرار داد میں کوئی اعداد و شمار نہیں دیئے گئے کہ بھارت کے ساتھ تجارت سے کسانوں کو کتنا نقصان ہو رہا ہے؟اسی طرح منسٹر صاحب کے پاس بھی کوئی facts and figures نہیں ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!یہ سوال نہیں بلکہ ایک قرارداد ہے۔دوسرا ڈاکٹر سید وسیم اختر نے اپنی قرارداد میں یہ نہیں کہا کہ انڈیا کے ساتھ تجارت نہ کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ بھارت سے ڈیوٹی فری زرعی اجناس کی درآمد سے مقامی کسان کو مسلسل نقصان پہنچ رہا ہے لہٰذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اجناس کی درآمد پر ٹیکس عائد کرے تاکہ مقامی کسان اپنی محنت کا پورا صلہ پا سکے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر:آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 4۔مارچ2015بوقت صبح10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔